Over 175K Followers
04 TO 10 AUGUST, 2025 ☆☆☆ ۴تا۱۰۔اگست ۲۰۲۵ ☆☆☆
صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی
CONSUMER WATCH KARACHI
Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

ملکی معیشت: بحالی کی جانب پیش قدمی، حقیقت یا خوش فہمی؟

مرغی کے حرام گوشت کو حلال قرار دے کر بیچ دیا

ڈالر کی آن لائن تجارت شروع

ڈاؤ یونیورسٹی میں "لائف اسٹائل میڈیسن" پر بین الاقوامی سمپوزیم

پاکستانی خواتین کا موبائل انٹرنیٹ استعمال کرنے کا رجحان تیزی سے بڑھنے لگا

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) میٹا نے انسٹاگرام اور فیس بک سمیت اپنے پلیٹ فارمز پر بچوں اور نوجوانوں کے تحفظ کو مزید مضبوط بنانے کے لیے نئے ٹولز اور اپ ڈیٹس کا اعلان کر دیا۔ میٹا کے مطابق مذکورہ اقدامات میں نوجوان صارفین کے لیے ڈائریکٹ میسجنگ میں بہتری، عریانیت کے تحفظ میں وسعت، اور بچوں پر مشتمل بالغ افراد کے زیرِ انتظام اکاؤنٹس کے لیے اضافی حفاظتی اقدامات

نوجوانوں کو آن لائن استحصال سے بچانے کے لئے میٹا کے اقدامات

شامل ہیں۔ اب نوعمر نوجوان صارفین کے اکاؤنٹس پر یہ وضاحت زیادہ واضح انداز میں نظر آئے گی کہ وہ کس سے میسج پر بات کر رہے ہیں، جیسے کہ حفاظتی تجاویز، اکاؤنٹ کب بنایا گیا اور ایک ہی وقت میں کسی میسج بھیجنے والے کو بلاک اور رپورٹ کرنے کا نیا آپشن شامل ہے۔ میٹا کے مطابق صرف جون کے مہینے میں ہی نوجوانوں نے میٹا کے حفاظتی نوٹسز کے ذریعے 10 لاکھ اکاؤنٹس کو بلاک کیا اور 10 لاکھ اکاؤنٹس کی رپورٹ کی۔ میٹا نے بین الاقوامی 'سیکسٹارشن' فراڈز کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انسٹاگرام پر 'لوکیشن نوٹس' کا فیچر متعارف بھی کروایا ہے اور 10 فیصد سے زائد صارفین نے اس نوٹس پر کلک کر کے مزید معلومات حاصل کیں۔ یہ نوٹس صارفین کو اس وقت خبردار کرتا ہے جب وہ کسی دوسرے ملک میں موجود فرد سے چیٹ کر رہے ہوں، جو اکثر نوجوانوں کو استحصال کا نشانہ بنانے کی ایک چال ہوتی ہے۔ نوجوانوں کے لیے اہم 'عریانیت تحفظ' فیچر جو مشکوک برہنہ تصاویر کو خودکار طریقے سے دھندلا کر دیتا ہے اب زیادہ وسیع پیمانے پر فعال ہے، جون تک 99 فیصد صارفین جن میں نوعمر نوجوان بھی شامل ہیں نے یہ سیٹنگ فعال رکھی۔ اس فیچر کی وجہ سے غیر مناسب مواد فارورڈ کرنے کی شرح میں نمایاں کمی آئی، تقریباً 45 فیصد افراد نے وارننگ ملنے کے بعد ایسی تصاویر کو شیئر نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایسے اکاؤنٹس جو بالغ افراد چلاتے ہیں اور جن میں بچوں کو نمایاں کیا گیا ہوتا ہے، جیسے والدین یا ٹیلنٹ ایجنٹس کے زیرِ انتظام اکاؤنٹس، میٹا اب ان پر بھی نوعمر نوجوان صارفین جیسے حفاظتی اقدامات لاگو کر رہا ہے۔ ان میں سخت میسج کنٹرول اور ہڈن ورڈز شامل ہیں جو نازیبا گفتگو کو خودبخود فلٹر کر دیتے ہیں، اس کا مقصد ناپسندیدہ یا نامناسب رابطوں کو پیشگی روکنا ہے۔ علاوہ ازیں میٹا مشتبہ افراد کے لیے ایسے اکاؤنٹس کی تلاش اور سفارشات میں ان کی واضح طور پر دکھائی دینے کو کم کرے گا۔ تاکہ ان کا سامنے ظاہر ہونا مشکل ہو۔ اس سے قبل میٹا ان اکاؤنٹس پر گفٹ قبول کرنے یا پیڈ سبسکرپشن کی سہولت بھی ختم کر چکا ہے۔

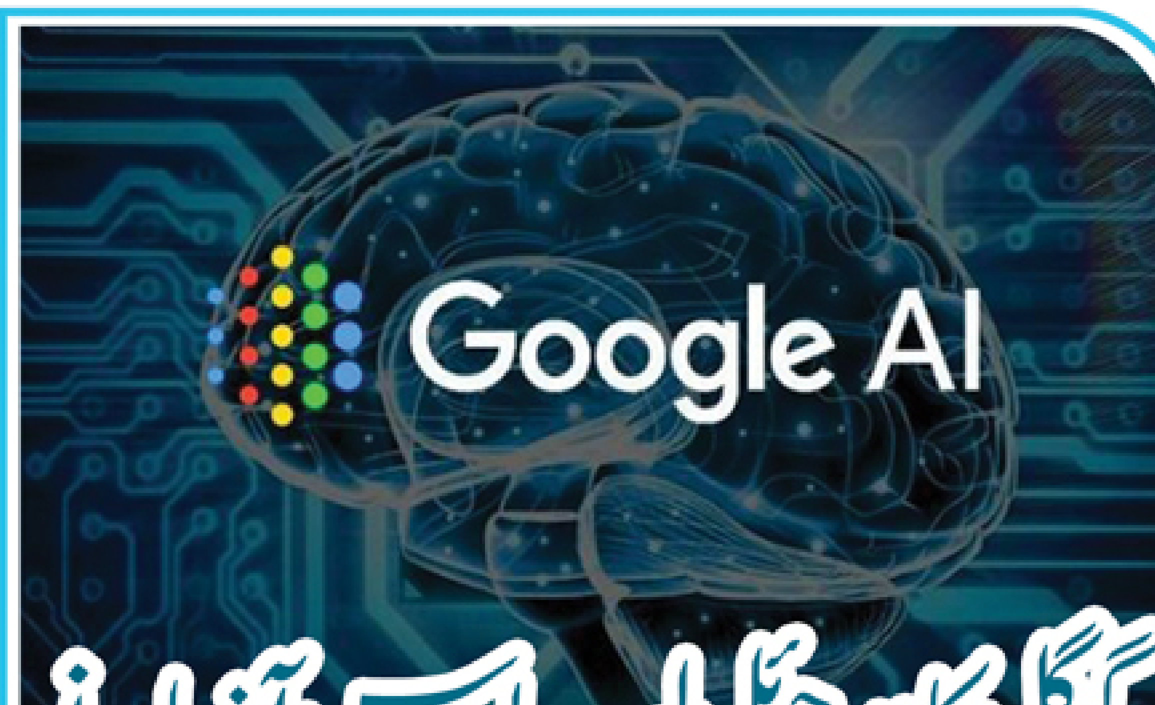

گوگل کا ورچوئل لباس آزمانے کا نیا اے آئی فیچر متعارف

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) دنیا کے مقبول ترین سرچ انجن گوگل نے ایک نیا اے آئی فیچر متعارف کرایا ہے، جس کے ذریعے صارفین ورچوئل انداز میں کپڑے آزما سکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی ویب سائٹ کے مطابق گوگل نے ایک نیا دلچسپ فیچر متعارف کرایا ہے، جس کی مدد سے اب صارفین اپنے کپڑے ورچوئل دنیا، یعنی آن لائن پہن کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ان پر کیسے لگیں گے۔ اس فیچر کو استعمال کرنے کے لیے صارفین کو گوگل پر کسی کپڑے کی تلاش کے دوران 'ٹرائی اٹ آن' یعنی 'پہن کر دیکھیں' کا آئیکن نظر آئے گا۔ اس پر کلک کرنے کے بعد صارف کو اپنی مکمل تصویر اپلوڈ کرنی ہوگی، جس کے بعد وہ دیکھ سکیں گے کہ وہ لباس ان پر پہننے کے بعد کیسا لگے گا۔ یہ سہولت گوگل سرچ، گوگل شاپنگ اور گوگل امیجز میں دستیاب ہوگی، صارفین اپنے پسندیدہ انداز کو محفوظ کر سکتے ہیں اور اسے دوستوں کے ساتھ بھی شیئر کر سکتے ہیں۔ اس سے قبل گوگل صرف ماڈلز پر کپڑوں کی ورچوئل جھلک دکھاتا تھا، لیکن اب یہ نیا فیچر صارفین کو اپنے جسم پر لباس آزمانے کی سہولت دے رہا ہے۔ گزشتہ ماہ گوگل نے ایک نئی تجرباتی ایپ 'ڈی او پی پی ایل' بھی متعارف کرائی تھی، جو مصنوعی ذہانت (اے آئی) کے ذریعے مختلف کپڑوں کو پہننے کی ویڈیوز بناتی ہے، تاکہ صارفین کو اندازہ ہو سکے کہ وہ لباس حقیقت میں ان پر کیسا لگے گا۔ گوگل کے ترجمان کے مطابق یہ دونوں فیچرز ایک ہی جنریٹیو اے آئی ٹیکنالوجی سے چلتے ہیں، لیکن 'ڈی او پی پی ایل' ایپ خاص طور پر ان صارفین کے لیے ہے جو اپنے انداز کو بہتر طور پر جانچنا چاہتے ہیں۔ فی الحال یہ فیچر صرف امریکا کے صارفین کے لیے دستیاب ہے۔

گوگل فوٹوز میں نئے دلچسپ فیچرز شامل، کارٹون بھی بنائے جاسکیں گے

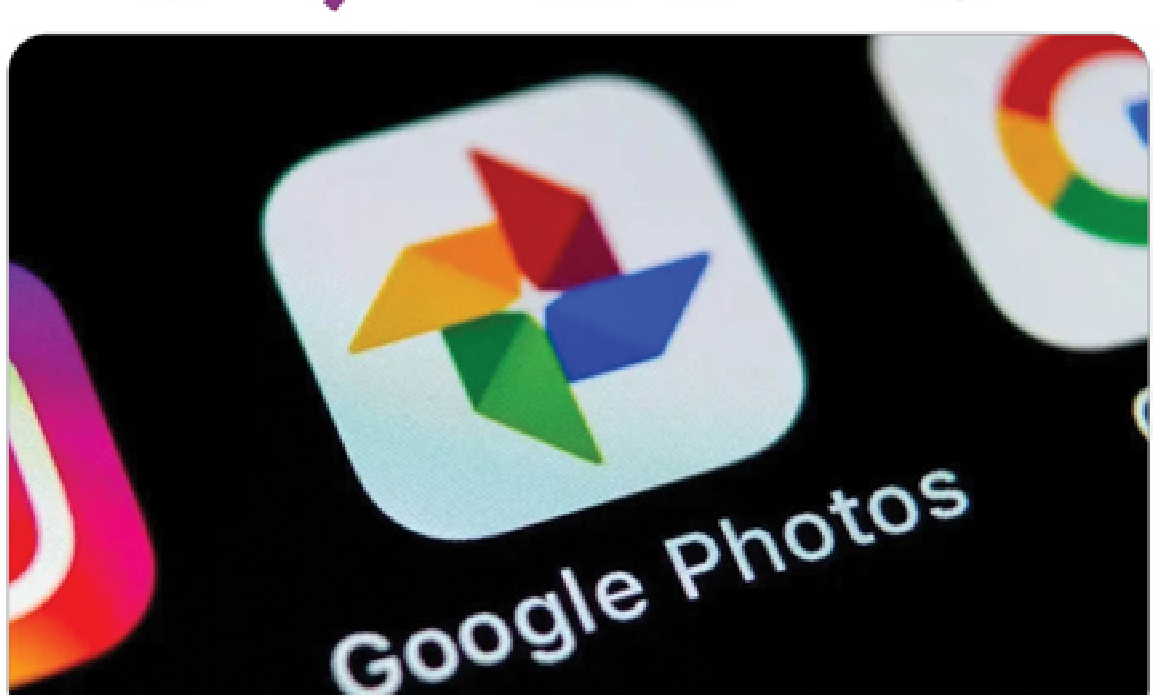

واشنگٹن (کنزیومرواچ نیوز) گوگل نے اپنی مشہور ایپ گوگل فوٹوز میں نئے دلچسپ فیچرز شامل کیے ہیں جن کی مدد سے صارفین اپنی عام تصاویر کو نہ صرف مختصر ویڈیوز بلکہ کارٹون، تھری ڈی یا اسکیچ جیسے انداز میں بھی تبدیل کر سکیں گے۔ ٹیکنالوجی ویب سائٹ کے مطابق گوگل فوٹوز میں چند نئے اور دلچسپ فیچرز شامل کیے گئے ہیں، جن کی مدد سے صارفین اپنی تصاویر کو نہ صرف مختصر ویڈیوز میں تبدیل کر سکیں گے بلکہ انہیں کارٹون، اسکیچ، تھری ڈی یا اینیمی جیسے مختلف انداز میں بھی بنا سکیں گے۔ نئے فیچر کے ذریعے صارفین اپنی کسی بھی تصویر کو چھ سیکنڈ کی مختصر ویڈیو میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ گوگل نے اس فیچر میں دو آسان آپشنز دیے ہیں، اگر آپ اپنی تصویر کو ویڈیو میں بدلنا چاہتے ہیں تو ان میں سے ایک آپشن منتخب کر سکتے ہیں، پہلا آپشن 'سبٹل موومنٹس' ہے، جس کا مطلب ہے کہ تصویر میں ہلکی پھلکی حرکت شامل کی جائے گی، جب کہ دوسرا آپشن 'آئی ایم فیلنگ لکی' ہے، جس کا مطلب ہے کہ گوگل خود اندازہ لگا کر تصویر کو دلچسپ انداز میں ویڈیو میں تبدیل کر دے گا۔ یعنی آپ کو صرف اپنی تصویر منتخب کرنی ہے، پھر یہ آپشن چننا ہے اور آپ کی تصویر ایک چھوٹے ویڈیو کلپ میں بدل جائے گی۔ گوگل فوٹوز کا ایک اور اہم فیچر 'ریمکس' ہے، جس کے ذریعے کوئی بھی تصویر چند لمحوں میں اینیمی، کامک، پینٹنگ یا دیگر تخلیقی انداز میں تبدیل کی جا سکتی ہے، یہ فیچر گوگل کے خصوصی اے آئی 'سسٹم امیجن' کی مدد سے کام کرے گا۔

انسانوں نے ریاضی مقابلے میں اے آئی ماڈلز کو شکست دیدی

پیرس (کنزیومرواچ نیوز) انسانوں نے گوگل اور اوپن اے آئی کے بنائے گئے جنریٹیو اے آئی ماڈلز کو اعلیٰ سطح کے بین الاقوامی ریاضی مقابلے میں شکست دے دی، اے آئی کے یہ ماڈلز پہلی بار گولڈ میڈل کی سطح تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے 'اے ایف پی' کی رپورٹ کے مطابق دونوں اے آئی ماڈلز مکمل نمبر حاصل نہیں کر سکے، جب کہ 5 نوجوانوں نے انٹرنیشنل میتھمیٹیکل اولمپیاڈ (آئی ایم او) میں مکمل 42 میں سے 42 نمبر حاصل کیے، جو کہ ہر سال منعقد ہونے والا ایک باوقار مقابلہ ہے اور اس میں شرکت کرنے والوں کی عمر 20 سال سے کم ہونی لازم ہے۔ گوگل نے بتایا کہ اس کے جیمینائی چیٹ بوٹ کے ایک جدید ورژن نے آسٹریلیا کی ریاست کوئنز لینڈ میں منعقدہ آئی ایم او کے 6 میں سے 5 ریاضی کے سوالات حل کر لیے۔ امریکی ٹیک کمپنی نے آئی ایم او کے صدر گریگر ڈولینار کے حوالے سے کہا کہ 'ہم اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ گوگل ڈیپ مائنڈ نے ایک طویل عرصے سے مطلوبہ سنگ میل حاصل کر لیا ہے، 42 میں سے 35 پوائنٹس حاصل کیے، جو گولڈ میڈل کے لیے کافی ہیں'۔

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

04 TO 10 AUGUST, 2025 ☆☆☆☆ ۴تا۱۰اگست ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اور صحرا نشینوں میں سے بھی کچھ عذر کرتے ہوئے
تمہارے پاس آئے کہ ان کو بھی اجازت دی جائے اور
جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا وہ
گھر میں بیٹھے رہے۔
سورۃ التوبہ 09 - آیت نمبر 90

مجھے ہے حکم اذاں..................!

پاکستان نے امریکا کے ساتھ تجارتی ڈیل کی راہ میں ایک اور رکاوٹ دور کرتے ہوئے ڈیجیٹل اشیا اور خدمات فراہم کرنے والے آن لائن پلیٹ فارمز پر عائد 5 فیصد ٹیکس ختم کر دیا، اس سلسلے میں ایف بی آر نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے جس میں مذکورہ کمپنیوں کو ٹیکس استثنیٰ دیا گیا ہے۔ اس استثنیٰ سے صرف امریکی ٹیک کمپنیز نہیں بلکہ تمام غیر ملکی فرمز کو فائدہ ہوگا۔ اس فیصلے کا اطلاق یکم جولائی سے کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ایسے وقت کیا گیا ہے جب پاکستان کا ایک وفد تجارتی مذاکرات کیلیے امریکا میں موجود ہے۔ ذرائع کے مطابق وزیر خزانہ محمد اورنگزیب اور امریکی وزیر تجارت ہاورڈ لوٹنک کے درمیان مذاکرات کے پہلے دور میں امریکا نے یہ معاملہ اٹھاتے ہوئے پانچ فیصد ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ کیا تھا جو امریکا کی بڑی ٹیک کمپنیز کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ ٹیکس استثنیٰ دینے سے پاکستان کو اربوں روپے کا نقصان ہوگا۔ وزرات خزانہ کے ذرائع کے مطابق اس حوالے سے آئی ایم ایف کے تحفظات دور کرنے کیلیے امریکی حکام براہ راست آئی ایم ایف سے بات کرینگے۔ ٹیکس استثنیٰ سے گوگل، میٹا، ایمازون، مائیکروسافٹ، نیٹ فلیکس اور دیگر کمپنیوں کو فائدہ ہوگا۔ رواں سال کے بجٹ میں ایک شق کی اجازت دی گئی تھی۔ واضح رہے کہ وفاقی کابینہ اس ٹیکس کو معاف کر سکتی ہے۔ گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے مانیٹری پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پالیسی ریٹ 11 فیصد کی موجودہ سطح پر برقرار رہے گی، گزشتہ مالی سال اوسط افراط زر 4.5 فیصد رہا جبکہ سال شرح سود اسٹیٹ بینک اور حکومت کی توقع پانچ سے سات فیصد سے کم رہا۔ انہوں نے کہا کہ فوڈ انفلیشن اور کور انفلیشن میں گزشتہ مالی سال نمایاں کمی آئی، کور انفلیشن 7.2 فیصد پر رہا اور جون میں افراط زر 3.2 فیصد رہا۔ اپریل میں افراط زر 0.3 فیصد پر آکر مئی اور جون میں اضافہ ہوا، رواں مالی سال کے شروع میں افراط زر میں اضافہ کم اور آگے چل کر زیادہ رہے گا۔ گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل سے بھی افراط زر پر اثر پڑے گا، مانیٹری پالیسی کمیٹی نے ایکسٹرنل اکاؤنٹ کا گہرائی سے جائزہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ امپورٹ میں گزشتہ مالی سال نمو رہی، امپورٹ 53 ارب ڈالر سے بڑھ کر 59 ارب ڈالر رہی جو 11 فیصد زائد ہے۔ گورنر نے کہا کہ ترسیلات اور ایکسپورٹ میں بھی اضافہ ہوا، ایکسپورٹ کا اضافہ 4 فیصد تک محدود رہا، خسارے پر قابو پانے کے لیے ایکسپورٹ میں اضافہ ضروری ہے۔ گزشتہ مالی سال ترسیلات میں 8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، ترسیلات اب قانونی اور باضابطہ طریقوں سے آرہی ہے، ترسیلات بڑھنے سے کرنٹ اکاؤنٹ فاضل رہا۔ انہوں نے کہا کہ سال 2022 میں جاری کھاتے کا خسارہ 17.5 ارب ڈالر تھا اور 2023 میں جی ڈی پی کا ایک فیصد 2024 میں نصف فیصد رہا، اس سال جاری کھاتہ 14 سال بعد سرپلس رہا جو کہ 22 سال کا بلند ترین سرپلس ہے

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

ٹاپ اسٹوریز Top Stories

ملکی معیشت: بحالی کی جانب پیش قدمی، حقیقت یا خوش فہمی؟

PAGE 04

مرغی کے حرام گوشت کو حلال قرار دے کر بیچ دیا

PAGE 10

پرتگال کا وینس۔ اویرو

PAGE 05

ڈالر کی آن لائن تجارت شروع

PAGE 11

پاکستانی صارفین کی اڑھائی کروڑ ٹک ٹاک ویڈیوز ڈیلیٹ

PAGE 08

تین دوست اور اسرائیلی جارحیت

PAGE 13

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس رابعہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

ملکی معیشت: بحالی کی جانب پیش قدمی، حقیقت یا خوش فہمی

کنزیومر واچ نیوز

معاشی تھنک ٹینک اکنامک پالیسی اینڈ بزنس ڈیولپمنٹ کی حالیہ رپورٹ نے پاکستان کی معیشت کے بارے میں ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان کی معاشی بحالی محض اعداد و شمار کا کھیل نہیں بلکہ ایک حقیقی اور پائیدار عمل ہے جسے کسی بھی طور سری لنکا جیسے ناکام ماڈلز سے تشبیہ دینا غلط ہے۔ یہ بیان نہ صرف موجودہ معاشی پالیسیوں کی حمایت کرتا ہے بلکہ حکومت کی کامیابیوں کو نمایاں کرنے کی ایک کوشش بھی ہے۔

آئی ایم ایف پروگرام کی شفاف تکمیل، مارکیٹ بیسڈ ایکسچینج ریٹ پالیسی، اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی طرف سے بھجوائی گئی ترسیلات زر شامل ہیں۔ ترسیلات زر میں 27 فیصد اضافہ ایک اہم سنگ میل ہے، جو بڑھ کر 38 ارب ڈالرز تک پہنچ گئی

سری لنکا کے برعکس، جہاں ایکسچینج ریٹ کو مصنوعی طور پر کنٹرول کیا گیا، پاکستان نے مارکیٹ بیسڈ پالیسی اپنائی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستانی روپے کی قدر میں وقتی کمی تو آئی، مگر طویل المدتی استحکام حاصل ہوا۔ ایکسچینج ریٹ کی حقیقت پسندی نے معیشت میں شفافیت، سرمایہ کاروں کے اعتماد، اور زرمبادلہ ذخائر میں اضافے کی راہ ہموار کی۔

2023 سے فروری 2024 تک نگران حکومت نے ملک کو ڈیفالٹ سے بچانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس دوران آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائی معاہدے پر عملدرآمد ہوا، جس کے تحت پاکستان نے دسمبر 2024 تک تمام

پاکستان نے بنیادی معاشی اصولوں پر سمجھوتہ کیے بغیر اصلاحات نافذ کیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شارٹ ٹرم مقبول فیصلوں کے بجائے طویل المدتی پالیسیوں کو ترجیح دی گئی، جن میں بجٹ خسارے پر قابو، ٹیکس نیٹ کا دائرہ وسیع کرنا، اور مالی نظم و ضبط جیسے اقدامات شامل ہیں۔

بحالی کی حقیقت یا حکومتی بیانیہ؟

اگرچہ تھنک ٹینک کی رپورٹ ایک امید افزا تصویر پیش کرتی ہے، مگر ضروری ہے کہ اس بیانیے کو تنقیدی نگاہ سے بھی دیکھا جائے۔ اعداد و شمار میں بہتری خوش آئند ہے، مگر عام آدمی کے لیے معاشی بہتری کا مطلب روزگار کے مواقع، کم مہنگائی، اور بنیادی سہولیات کی دستیابی ہے۔ اگرچہ مہنگائی کی سرکاری شرح میں کمی آئی ہے، لیکن بجلی، گیس، پیٹرول، اور روزمرہ اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ اس دعوے کو مشکوک بناتا ہے۔

کیا بحالی پائیدار ہے؟

تھنک ٹینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان نے معاشی بحران پر موثر انداز میں قابو پایا ہے، اور یہ بحالی محض عارضی نہیں بلکہ ایک مستحکم بنیاد پر قائم ہے۔ ذخائر میں اضافہ، ترسیلات میں بہتری، کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس، شرح سود میں کمی، اور مہنگائی پر قابو — یہ تمام اشاریے ایک روشن مستقبل کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ تاہم، اصل امتحان اب شروع ہوتا ہے۔ کیا یہ بہتری آئندہ حکومتوں کی

سری لنکا سے موازنہ: ایک غیر منصفانہ تقابل

رپورٹ کا سب سے اہم نکتہ یہی ہے کہ پاکستان کی معیشت کو سری لنکا کے ساتھ ملانا حقیقت کے برخلاف ہے۔ سری لنکا نے گزشتہ چند برسوں میں جس طرح زرمبادلہ کے ذخائر کو ضائع کیا اور مصنوعی ایکسچینج ریٹ پالیسیاں اپنائیں، اس سے اس کی معیشت مکمل طور پر تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی۔ اس کے برعکس، پاکستان نے زرمبادلہ کے ذخائر میں مسلسل اضافہ کیا، جو کہ 2023 میں

صرف 3 ارب ڈالرز تھے اور 18 جولائی 2025 تک بڑھ کر 14.46 ارب ڈالرز تک پہنچ گئے۔

قانونی ذرائع سے ذخائر میں اضافہ

تھنک ٹینک کا کہنا ہے کہ پاکستان نے ذخائر کو قانونی اور شفاف ذرائع سے بڑھایا ہے، جس میں ہیں۔ یہ نہ صرف بیرون ملک پاکستانیوں کے اعتماد کو ظاہر کرتا ہے بلکہ ملکی معیشت میں ان کی شرکت اور شراکت کا بھی ثبوت ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ میں بہتری: پائیدار ترقی کی نوید

گزشتہ مالی سال پاکستان کا کرنٹ اکاؤنٹ 2.11 ارب ڈالرز سرپلس رہا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ معیشت میں توازن پیدا ہو رہا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب دنیا بھر میں اقتصادی بحران، افراط زر اور تجارتی خسارے عام ہیں، پاکستان کا کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس آنا ایک مثبت اشاریہ ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ کی بہتری سے ملک پر قرضوں کا دباؤ بھی کم ہوگا اور بیرونی سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول بھی فراہم ہوگا۔

ایکسچینج ریٹ کی حقیقت پسندی

مہنگائی میں نمایاں کمی

مہنگائی کی شرح میں نمایاں کمی بھی تھنک ٹینک کی رپورٹ میں بطور ایک اہم کامیابی پیش کی گئی ہے۔ 2023 میں جہاں مہنگائی کی شرح 38 فیصد تک جا پہنچی تھی، وہ اب کم ہو کر 3.2 فیصد پر آ چکی ہے۔ یہ ایک بڑی کامیابی ہے جو نہ صرف صارفین کے لیے ریلیف ہے بلکہ پالیسی سازوں کے لیے بھی ایک مثبت اشارہ ہے کہ ان کی کوششیں بارآور ثابت ہو رہی ہیں۔ تاہم، اس اعداد و شمار کو مکمل تصویر سمجھنے کے لیے زمینی حقائق اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کا تجزیہ بھی ضروری ہوگا۔

نگران حکومت کا کردار اور آئی ایم ایف پروگرام

تھنک ٹینک کی رپورٹ کے مطابق، اگست

اہداف پورے کیے۔ یہ نہ صرف مالیاتی نظم و ضبط کی علامت ہے بلکہ بین الاقوامی اداروں کے ساتھ اعتماد سازی کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

شرح سود میں نمایاں کمی

شرح سود کو 22 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد پر لانا معاشی پالیسی کی کامیابی کی واضح مثال ہے۔ بلند شرح سود معیشت کو دباؤ میں لاتی ہے، کاروباری سرگرمیوں کو محدود کرتی ہے اور صارفین کی قوت خرید پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ شرح سود میں کمی سے صنعتکاروں، تاجروں اور قرض لینے والے طبقات کو ریلیف ملا ہے، اور معیشت میں روانی آئی ہے۔

معاشی اصولوں پر عدم سمجھوتہ

اکنامک پالیسی اینڈ بزنس ڈیولپمنٹ کی رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ

پالیسیوں میں جاری رہے گی؟ کیا پاکستان ادارہ جاتی اصلاحات، صنعتی ترقی، برآمدات میں اضافے، اور غربت کے خاتمے جیسے مستقل مسائل کا حل نکال سکے گا؟ یہی سوالات اس معاشی بحالی کو پائیداری کا درجہ دلائیں گے۔

پرتگال کا وینس ۔ اویورو

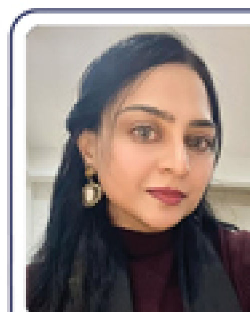

نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

چین کے بارانی آسمانوں کے نیچے سے اُٹھ کر پرتگال کی نیلے آسمانوں والی سرزمین تک پہنچنے کا سفر، گویا ایک رنگین خواب کی سی تعبیر ہے۔ میں اور میرے ہمسفر جو پیشے کے تقاضے سے چین میں اپنے روز و شب بسر کرتے ہیں، اپنے دل کا اک گوشہ ہمیشہ پرتگال میں چھوڑ آتے ہیں۔ اویورو، جہاں ہمارا گھر ہے۔ جہاں ہوا میں نمکین سمندر کی مہک ہے، اور گلیوں میں وقت ٹھہرا رہتا ہے۔ اس بار جب ہم چین سے روانہ ہوئے تو دل میں بےچینی تھی اور ایک عجیب سی اپنائیت کی پیاس، جو صرف اویورو کی شامیں ہی بجھا سکتی ہیں۔

جہاز کی کھڑکی سے دیکھتے دیکھتے جب پہاڑوں کی زنجیریں پیچھے رہ گئیں، اور بحرِ اطلس کی وسعتیں نظر آنے لگیں، تو دل میں ایک مانوس سا نغمہ گونجا۔ اپنے گھر جانے کی خوشی جیسا۔۔۔ لیسبن میں قدم رکھتے ہی ہم نے ٹرین لی اویورو کے لیے۔ ٹرین کا سفر میرے لیے ہمیشہ ایک ادبی تجربہ رہا ہے، جیسے وقت کے ساتھ ساتھ لمحے بھی دوڑ رہے ہوں۔ اویورو کا ٹرین اسٹیشن ایک قدیم مگر شائستہ خوبصورتی لیے ہوئے ہے۔ سفید دیواروں پر نیلے azulejos روایتی پرتگالی ٹائلز کا کام، جیسے کوئی شاعر اپنی نظم کو بند ٹائلوں میں قید کر کے بھول گیا ہو۔ ان ٹائلوں پر اویورو کی پرانی جھلکیاں ماہی گیروں کی کشتیاں، خواتین کی رنگین چادریں، اور بازاروں کی زندگی نقش کی گئی ہیں۔

میں نے پہلی بار وہ ٹائلز چھو کر محسوس کیا کہ یہ صرف آرٹ نہیں، یہ یادیں ہیں۔ اویورو کا ریلوے اسٹیشن گویا کسی قدیم کتاب کا ورق ہو جیسے ایک ٹھہری ہوئی زندگی ہو جو سانس بھی لیتی ہے۔

''یہ اسٹیشن صرف منزل نہیں، ماضی کا دریچہ ہے۔''

ہم جب پلیٹ فارم سے اترے تو ہوا میں سمندر کی نمی، کچھ پرانی خوشبوؤں اور گلیوں کی آوازوں کے ساتھ لپٹ گئی۔ ہر قدم پر ایک احساس تھا کہ ہم صرف واپس نہیں آئے، بلکہ شہر نے ہمیں پہچان لیا ہے

اویورو میں گھومتے ہوئے بار ہا ایک عجیب سا احساس ہوتا ہے۔ جیسے یہ شہر صرف ''آج'' میں نہیں بستا، بلکہ ''کل'' کو بھی اپنے دامن میں سنبھالے بیٹھا ہے۔ ہر عمارت، ہر پل، اور ہر گلی کے نیچے مٹی کی تہوں میں صدیوں کی گرد چھپی ہے اور اگر آپ رُک کر سنیں، تو وہ گرد کچھ کہتی ہے۔

ایک دن، میں اپنے شوہر کے ساتھ Aveiro Museu de سے نکل رہی تھی کہ سامنے ایک پرانی عمارت کی چھت سے پرندے اڑے۔ ہوا میں پر پھڑپھڑائے، اور ایک سناٹا چھا گیا۔ میں نے بے اختیار کہا،

''یہ شہر خاموش نہیں۔۔۔ یہ بس آہستہ بولتا ہے۔''

ہم وہیں ایک بینچ پر بیٹھ گئے، اور میرے شوہر نے ہلکے لہجے میں پوچھا،

''تمہیں پتہ ہے، اویورو کی تاریخ کہاں سے شروع ہوتی ہے؟''

میں نے مسکرا کر کہا، نہیں آپ بتائیں۔۔۔۔

اویورو کی نہریں، گلیاں، اور سفید و نیلے ٹائلوں سے سجی عمارتیں بظاہر صرف پرتگالی تہذیب کی کہانیاں سناتی ہیں۔ مگر اگر آپ خاموشی سے ان گلیوں سے گزریں، وقت کی سانسوں کو سنیں، تو کہیں نہ کہیں اندلس کی سرگوشی سنائی دیتی ہے۔

تاریخی لحاظ سے، پرتگال کا بیشتر جنوبی و وسطی علاقہ (جسے اسلامی دور میں ''غرب الاندلس'' کہا جاتا تھا) آٹھویں صدی سے پندرہویں صدی کے درمیان مسلمانوں کے زیرِ اثر رہا۔ اویورو براہِ راست کسی بڑے اسلامی مرکز کا درجہ نہیں رکھتا تھا، مگر یہ شہر اندلس کی شمالی سرحد کے قریب واقع تھا۔ جہاں تجارتی راستوں سے اسلامی اثرات پہنچے۔ یہاں آرکیٹیکچر اور ٹائل سازی (Azulejos) میں عرب-اسلامی اثرات واضح ہیں

اویورو کی کئی عمارتوں میں استعمال ہونے والے نیلے ٹائل اصل میں عرب-مسلم روایت سے ماخوذ ہیں۔ لفظ Azulejo بھی عربی کے ''الزلیج'' سے آیا ہے، جس کا مطلب ہے ''چمکتا پتھر'' یا ''ٹائل''۔

یہ فن مسلمانوں نے اسپین اور پرتگال میں متعارف کرایا تھا، اور آج بھی یہ پورے پرتگال خاص طور پر اویورو کی شناخت بن چکا ہے۔

اویورو میں کوئی قدیم مسجد یا واضح مسلم آبادی کے آثار محفوظ نہیں رہے، کیونکہ 1249ء کے بعد پرتگال نے زیادہ تر مسلم علاقے واپس لے لیے۔ Reconquista کے دوران مسلمانوں کو نکالا یا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹے شہروں جیسے اویورو میں اسلامی موجودگی مٹ گئی مگر۔۔۔

آثار باقی ہیں در و دیوار میں، زبان کے الفاظ میں، اور ذوق میں۔

یہ شہر شاید اسلامی تاریخ کا نمایاں باب نہ ہو، مگر یہ اُن صفحوں کا کنارہ ضرور ہے، جن پر تہذیب نے اپنے خواب تحریر کیے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اویورو کی باقاعدہ بنیادیں رومی سلطنت کے زمانے میں پڑیں، جب یہ ایک چھوٹا سا ماہی گیروں کا گاؤں تھا۔ یہاں کے لوگ سمندر سے رزق نکالتے، نمک بناتے، اور نرم ہواؤں کے ساتھ خواب بُنتے تھے۔ لیکن وقت بدلتا ہے، اور سمندر بھی۔۔۔

چودھویں صدی میں اویورو ایک اہم بندرگاہ بن گیا۔ یہاں سے نمک، مچھلی، اور اون پورے یورپ میں جاتا تھا۔ گلیوں میں عرب تاجروں کی آوازیں گونجتی تھیں، اور ہواؤں میں نیوٹرلز اور پرتگیزی بولیوں کی آمیزش سنائی دیتی تھی۔

پھر آیا وہ وقت جو کئی ساحلی شہروں پر آیا۔ سترہویں صدی میں شدید طوفان نے شہر کے سامنے کا سمندر بند کر دیا۔ نہر جو شہر کو کھلے سمندر سے جوڑتی تھی، وہ ریت سے بھر گئی، اور اویورو، جو کبھی ایک مصروف بندرگاہ تھا، تنہائی کا شکار ہو گیا۔ شہر کی سانس جیسے رک گئی۔

مگر اویورو نے ہار نہیں مانی۔ مقامی لوگوں نے، انجینیئرز نے، اور یہاں کی عورتوں نے مل کر شہر کو بچانے کی مہم شروع کی۔ نہریں دوبارہ بنائی گئیں، بندرگاہ کا راستہ کھولا گیا، اور شہر نے خود کو ایک نئے رنگ میں رنگ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اویورو کو ''پرتگال کا وینس'' کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے پانی سے تعلق ٹوٹنے کے بعد، پانی کو اپنی پہچان بنا لیا۔

اویورو کی تاریخ صرف عمارتوں اور سمندر کی نہیں، ایک عورت کی بھی ہے۔ شہزادی جوآنا۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

پندرھویں صدی کی یہ پرتگالی شہزادی، بادشاہ الفونسو پنجم کی بیٹی تھی۔ اسے تخت و تاج، محل اور اقتدار دیا گیا، مگر اس نے سب چھوڑ کر اویورو کے Convento de Jesus (جواب Museude Aveiro ہے) میں راہبہ بننے کا فیصلہ کیا۔

کہتے ہیں کہ وہ نہایت نیک، نرم دل اور خدمت گزار خاتون تھی۔ وہ غرباء ▯ کو کھانا دیتی، بیماروں کی دیکھ بھال کرتی، اور شہر کے لیے دعائیں کرتی۔ اس کی قبر آج بھی اس میوزیم میں ہے۔ ایک خاموش گواہ اس عورت کی، جس نے دنیا کو چھوڑا، مگر اویورو کو امر کر دیا۔

اویورو نے پرتگال کے سیاسی اتار چڑھاؤ بھی دیکھے۔ 1834 کی لبرل جنگوں کے بعد جب خانقاہیں بند ہوئیں، شہر نے خود کو نئے انداز میں ڈھالا۔ پھر 1910 میں جب پرتگال ایک جمہوریہ بنا، تو اویورو نے تعلیم، فن، اور زراعت میں اہم کردار ادا کیا۔

آج یہاں کی یونیورسٹی Universidade de Aveiro ملک کی بہترین جامعات میں شمار ہوتی ہے، جو سائنس، ماحولیات اور فنون میں تحقیق کا مرکز ہے۔ اور ہاں، یہی یونیورسٹی اس نہر کے قریب واقع ہے جہاں میں نے پہلی بار اپنی آواز کو پانی میں گونجتے سنا تھا۔ ہسبنڈ جی نے جذباتی انداز میں کہا۔

''اچھا اب تو یہ شہر کچھ کچھ میرا بھی ہے'' میں نے شوخی سے کہا۔ پرتگال خود بھی ایک پرانی نظم ہے۔ فاطمہ کی تقدیس، لیسبن کی بلندیاں، پورٹو کی شراب، اور اویورو کی نہریں... ہر شہر ایک مصرع، ہر گاؤں ایک تشبیہ۔ اویورو کا کمال یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہوتے ہوئے بھی، ایک بڑی تاریخ اپنے سینے میں رکھتا ہے۔

یہاں کی ٹائلیں (Azulejos) صرف رنگ نہیں، داستانیں ہیں۔ یہاں کی فیری صرف سواری نہیں، وقت کی کشتی ہے۔

اور یہاں کے ربن بندھے پل صرف تصویریں نہیں، انسانوں کے دل کی گرہیں ہیں۔

اویورو کا ذائقہ اس کی فضا میں گھلا ہوا ہے، لیکن اگر اس شہر کی روح کو چکھنا ہو، تو اویورو کی فش کا ذائقہ چکھنا لازم ہے۔ ہم سیدھے شہر کے مرکزی حصے میں واقع ایک چھوٹے سے، مگر قدیم ریستوران میں گئے، جہاں لکڑی کی میزیں اور دیواروں پر ماہی گیری کے مناظر ٹنگے ہوئے تھے۔ یہ شہر کی سب سے مشہور گلی، Rua dos Combatentes da Grande Guerra تھی۔ اس گلی میں وہ ریستوران واقع ہے جس کا نام ہے ''Praça na Fado'' ایک چھوٹی سی جگہ، جہاں چکنے فرش، پرانی لکڑی کی کرسیاں اور زیتون کی خوشبو کے ساتھ پرتگالی موسیقی کی دھنیں گونجتی رہتی ہیں۔

ہم نے ''Bacalhau a 'Brás' منگوایا۔ نمکین مچھلی، انڈہ، آلو کے باریک چپس اور زیتون۔ ہر نوالے میں ایک کہانی چھپی ہوئی تھی۔ سلاد، جو لیموں، زیتون اور ہرے دھنیے کے ساتھ آیا، وہ جیسے سمندر کے سینے سے نکلی کوئی پرانی دعا ہو۔

''باکالہاؤ'' پرتگال کی معروف مچھلی، جو نمکین کر کے محفوظ کی جاتی ہے۔ اس کو جب پیاز، زیتون، اور آلو کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، تو وہ کسی افسانے کا ذائقہ بن جاتی ہے۔ میں نے پہلی بار اس ڈش کو محسوس نہیں کیا، سُنا۔ جی ہاں، ذائقے کی وہ شدت کہ جیسے کسی نے میر کا شعر زبان پر رکھ دیا ہو۔ ہر نوالہ ایک داستان، ہر ذائقہ ایک یاد۔

اور وہ سلاد ٹو نافش پیاز، ٹماٹر اور پنیر زیتون کے تیل میں ڈوبا ہوا، ہلکے مصالحے، اور تازگی کا وہ عالم کہ مجھے یوں لگا، جیسے میں سمندر کی کسی لہر کو چکھ رہی ہوں۔

میری نظر ساتھ والی میز پر ایک معمر جوڑے پر پڑی۔ وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کھا رہے تھے۔ مجھے لگا جیسے وقت ان کے لیے تھم گیا ہو۔ جیسے اویورو ان کی محبت کا گواہ ہو۔ اگلے دن ہم سمندر کی طرف نکلے۔

ساحل پر پہنچتے ہی سامنے وہ رنگ برنگے لکڑی کے گھر نظر آئے جنہیں دیکھ کر آنکھیں پلکیں جھپکنا بھول جائیں۔ سرخ و سفید، نیلا و پیلا، سبز و نارنجی ہر گھر جیسے بچوں کے کسی خواب سے نکلا ہو۔

یہ وہی Costa Nova ہے، جو پرتگال کے مشہور ترین ساحلی علاقوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں کے یہ رنگین مکانات دراصل پرانے مچھیروں کے گھر تھے، جو سمندر سے واپس آتے ہوئے دور سے پہچانے جا سکیں اب یہ علاقہ سیاحت کی پہچان ہے۔

ہوا میں سمندر کی نمکین خوشبو تھی، اور دور دور تک پھیلا ہوا Atlantic Ocean کا نیلا بدن جیسے کسی دیو قامت پرانی داستان کا مرکزی کردار۔

میں نے جوتے اتارے، اور ننگے پاؤں ریت پر چلنے لگی۔ ریت سنہری نہیں تھی، بلکہ ایک ہلکی سی خاکستری، جیسے کسی بہت پُرانی کتاب کا پہلا صفحہ۔

یہاں سے ہم Praia da Barra ے، جو اویورو کا دوسرا مشہور ساحل ہے۔

یہاں پرتگال کا سب سے اونچا لائٹ ہاؤس واقع ہے Farol da Barra جو 62 میٹر بلند ہے، اور 19ویں صدی میں بنایا گیا تھا۔

یہ روشنی کا مینار صدیوں سے بحری جہازوں کو راستہ دکھاتا آیا ہے۔

میں نے اُسے دیکھ کر دل میں سوچا، ''کاش ہر مسافر کی زندگی میں بھی کوئی ایسا مینار ہو، جو اندھیروں میں راستہ دکھاتا رہے...''

ساحل پر بچے ریت سے قلعے بنا رہے تھے، نوجوان سرفنگ کر رہے تھے، اور بزرگ جوڑے دھوپ میں ہاتھ تھامے چہل قدمی کر رہے تھے۔

وہاں سب کچھ مکمل تھا سوائے وقت کے۔ کیونکہ وقت وہاں رک گیا تھا۔

میں دیر تک ساحل پر بیٹھی، سمندر کی لہروں کی آواز سنتی رہی۔

وہ شور نہیں تھا وہ ذکر تھا۔ جیسے صدیوں سے کوئی گمشدہ دعا ان لہروں میں بہتی آ رہی ہو۔ مگر میرا دل سمندر میں ہچکولے کھاتا کراچی کے ساحل پر پہنچ گیا اور مسکراہٹ میرے لبوں پر آگ، میں نے آنکھیں بند کر کے دعا مانگی جلد اپنے وطن پاکستان لوٹنے کی۔

اویورو میں شام وقت سے پہلے اترتی ہے۔ نیلے آسمان پہ نارنجی چادر لپیٹتی ہے، اور پانی اپنے عکس میں آسمان کو قید کر لیتا ہے۔ ہم ساحل کے کنارے بیٹھے تھے، میں ریت پر انگلی سے کچھ بے معنی لکیریں کھینچ رہی تھی، اور میرے شوہر کنارے سے پتھر پانی میں پھینک رہے تھے اور ہمارے طویل سفر کی تھکن غروب ہوتا سورج سمندر میں اتار رہا تھا۔

اویورو کو ''پرتگال کا وینس'' کہا جاتا ہے، اور یہ مبالغہ نہیں۔ یہاں کی نہریں، جن پر رنگین گوندولاز (جسے مقامی طور پر moliceiros کہا جاتا ہے) دوڑتی ہیں، ایک نرمی سے آپ کو کسی اور دنیا میں لے جاتی ہیں۔ ہم دونوں ایک فیری پر سوار ہوئے، جو پرانے شہر کی نہروں سے گزرتی ہوئی، ہمیں ماضی کی گلیوں میں لے جا رہی تھی۔ ہر طرف پانی میں رنگوں کا عکس پیلا، نیلا، نارنجی جیسے سورج نے اپنی کینوس کو یہاں چھوڑ دیا ہو۔ گوندولا کے ملاح نے ہمیں تاریخی جگہوں کے بارے میں بتایا، مگر میری نظر اس پانی پر ٹکی رہی، جہاں عمارتوں کا عکس، کشتی کا سایہ، اور ہمارے چہرے ایک دوسرے میں گھل مل گئے تھے۔

یہ رنگ برنگی کشتیاں، جن پر عورتوں، مرغیوں، اور شاعرانہ فقروں کی تصویریں بنی ہوتی ہیں، نہ صرف سیاحوں کی سواری بلکہ مقامی تاریخ کا آئینہ بھی ہیں۔

فیری جب پانی میں ہلکی سی جھولتی ہے، تو لگتا ہے جیسے آپ کسی خواب میں داخل ہو گئے ہوں۔ نہریں شہر کی گلیوں کی طرح ہیں کچھ تنگ، کچھ کشادہ، مگر سب کی اپنی اپنی خوشبو۔ ہمارا ملاح ایک بزرگ عورت تھی، جس کے ہاتھوں میں دراڑیں تھیں، مگر آنکھوں میں چمک۔ اس نے بتایا کہ اس کا شوہر بھی کبھی ماہی گیر تھا۔ اب وہ پانیوں سے نہیں، یادوں سے مچھلیاں پکڑتی ہے۔ ''یہ نہریں بس پانی نہیں، دعائیں بھی لے جاتی ہیں،'' اس نے کہا۔ میں نے پانی کو غور سے دیکھا۔ کیا واقعی ان میں کسی کا خواب بہہ رہا ہے؟ اویورو کی کشش اس کے بازاروں میں بھی ہیں۔

ہم بازار کی طرف چلے جہاں چھوٹی چھوٹی دکانوں میں، ہاتھ سے بنی اشیاء، کپڑوں پر روایتی کڑھائیاں، اور مٹی کے برتنوں پر نقش و نگار نظر آئے۔ ایک چھوٹے سے سٹال پر ایک بڑھیا بیٹھی تھی، جو ہاتھ سے بنے azulejos ٹائلز بیچ رہی تھی۔ میں نے ایک نیلا ٹائل خریدا جس پر ایک ماہی گیر اور عورت کی تصویر بنی تھی ماہی گیر شاید سمندر میں کھو گیا ہو، اور وہ عورت برسوں سے اسے یاد کر رہی ہو۔

'' Museu de Aveirode'' ہم نے کا بھی دورہ کیا، جو کبھی ایک کانوینٹ (راہباؤں کا مسکن) تھا۔ اس میں موجود سینٹ جوآنا کی قبر جو خود اویورو کی شہزادی تھیں۔ سادگی اور تقدس کا مرقع تھی۔ وہاں خاموشی تھی، مگر دیواروں سے صدیوں کی سانسوں کی آہٹ آ رہی تھی۔

قریبی چرچ، Igreja de jesus میں داخل ہوتے ہی وہی احساس ہوا جو کسی فارسی غزل کے مطلع کو پڑھ کر ہوتا ہے۔ حسن اور تقدس کا امتزاج۔ سونے کا کام، سنگ مرمر کی

Over 175K Followers on social media now shining in print too

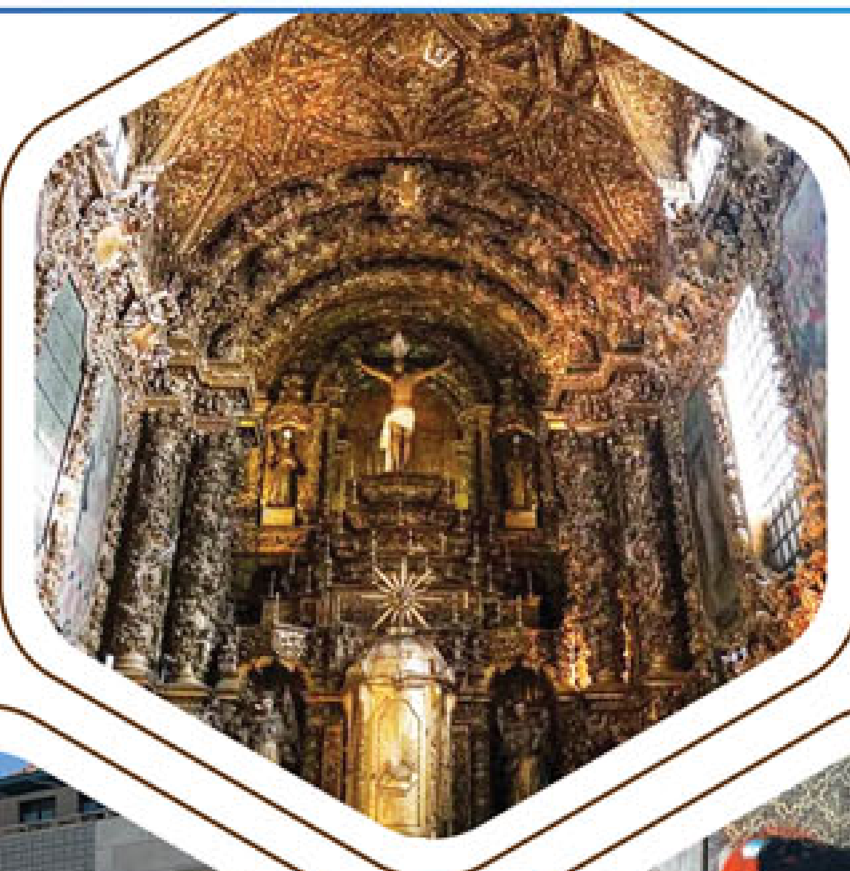

ستونیں، اور شیشوں کی تصویریں، جیسے کسی ماضی کے خواب میں قدم رکھ دیا ہو۔ مرمریں فرش، لکڑی کی چھتیں، اور دیواروں پر صدیوں پرانے نقوش۔۔۔ یہاں کلیسا میں داخل ہوئے تو اندھیرے میں شمعیں جل رہی تھیں۔ گرجے کی دیواروں پر سونے کا کام، محرابیں، اور شیشے کی تصویریں سب کچھ ایسا تھا کہ آپ خود کو کسی مقدس فلم کے منظر میں پاتے ہیں یا یہ سب کسی ناول کی طرح تھے جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

میرے قدم بے اختیار آہستہ ہو گئے۔ میں دیر تک وہیں کھڑی رہی جیسے تاریخ کی کوئی بھولی بسری یاد واپس لوٹ رہی ہو۔ لوگ یہاں آنکھیں بند کیے ہاتھ جوڑے اپنی دعائیں مانگ رہے تھے اور میں کلیسا کے نہیں کائنات کے رب کو یاد کر رہی تھی۔

شام کو ہم نے ساحل پر کھانا کھایا۔

نمکین ہوا، قریب آتی لہریں، اور ٹھنڈی روشنی میں رکھے ہوئے زیتون، پنیر، اور مقامی کافی گلاؤ کا امتزاج۔ اویرو کی شاموں میں وقت رک جاتا ہے۔ ہم بولتے نہیں، صرف دیکھتے ہیں، سنتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں۔

ہم اکثر سفرناموں میں تاریخ اور جغرافیے کو تو یاد رکھتے ہیں، مگر جو چیزیں ہماری یادداشت میں مٹھاس بن کر گھل جاتی ہیں وہ اکثر چھوٹے دکانوں کی کھڑکیوں میں رکھی ہوتی ہیں۔

اویرو کی ایک گلی جو بظاہر روزمرہ کی طرح عام سی لگتی ہے وہاں ایک مخصوص خوشبو چھپی ہے۔ ایک ایسی خوشبو جو بچپن کی خوشبو سے مشابہ ہے۔ گرم دودھ، شہد، اور نرم مکھن جیسی۔

اسی گلی کے کنارے ایک چھوٹی سی بیکری ہے جس کا نام مجھے یاد نہیں، مگر اس کی کھڑکی میں سجے ہوئے مٹھائیوں کے ڈھیر آج بھی میری آنکھوں میں نقش ہیں۔ کھڑکی کے اندر، گنے ہوئے خواب جیسے رکھے تھے: بادام سے بھرے پیسٹری، انڈے کی زردی سے چمکتے ہوئے ٹارٹس، اور سب سے نمایاں اووس مولیش۔

یہ پرتگال کی خاص مٹھائی ہے، جو انڈے کی زردی اور چینی سے تیار کی جاتی ہے، اور اویرو اس کے لیے مشہور ترین شہر ہے۔ لیکن یہاں یہ صرف مٹھائی نہیں، ایک ثقافتی علامت ہے۔ یہاں کے لوگ اووس مولیش کو محض کھانے کی چیز نہیں سمجھتے، بلکہ محبت، اپنائیت اور مہمان نوازی کا پیغام مانتے ہیں۔

میں نے شیشے کے شوکیس میں ایک چھوٹا سا ڈبہ دیکھا۔ جس پر نرم ریشمی ربن بندھا ہوا تھا۔ ربن گلابی، نیلا، اور زرد تھا جیسے کسی خوش خط ہاتھ نے بچپن کو سجا کر پیش کیا ہو۔ اُس ربن کے نیچے چھوٹے چھوٹے سیپیوں کی شکل کے مٹھائی رکھے تھے۔ وہ سیپ جیسے کسی ماہی گیر کی یاد، کسی لڑکی کی پہلی دعا، یا کسی بزرگ کی آخری میٹھی بات کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہوں۔

دکان دار خاتون، جو عمر رسیدہ تھیں اور جن کے چہرے پر دھوپ کے نرم سائے تھے، نے ہمیں ایک چھوٹا سا ڈبہ دیا۔ ”یہ شہر کی روح ہے،“ انہوں نے پرتگالی میں کہا، ”دل کے ساتھ کھائیے گا۔“

یہ بات مجھے ہمیشہ سے دلچسپ لگتی ہے کہ اویرو شہر میں زندگی کی نبض عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ نہر کے کنارے بیٹھے میں نے اردگرد نظریں دوڑائیں، تو جہاں بھی دیکھا، کسی عورت کی موجودگی نے شہر کو سنوار رکھا تھا۔

ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کاؤنٹر پر کھڑی ایک ادھیڑ عمر خاتون، جو ہر مسافر سے یوں بات کرتی جیسے وہ برسوں کی شناسا ہو۔

پھر وہ کیفے، جہاں ایک جوان لڑکی نہ صرف کیشیئر تھی، بلکہ بارش میں باہر نکل کر میزیں سمیٹ رہی تھی، اور مسکرا کر ”بوم دیا!“ کہہ رہی تھی۔

بازار میں وہ بڑھیا، جو ovos moles کو ربنوں میں باندھ رہی تھی، جیسے وقت کو گفٹ پیک کر رہی ہو۔

ایک دکان میں داخل ہوئے تو دیکھا۔ مالک بھی عورت، اکاؤنٹس بھی، گاہک سے بحث بھی، اور جیا آخر میں ”obrigada“ کہہ کر وہی عورت شاپنگ بیگ بھی تھما رہی تھی۔

دفاتر کی کھڑکیوں میں، بینک کے استقبالیے پر، حتیٰ کہ فیری کی ٹکٹ بکنگ پر بھی ہر جگہ عورتیں ہی تھیں۔

مجھے لگا، یہ شہر صرف عورتوں سے آباد نہیں، ان کے ہاتھوں سے سنوارا گیا ہے۔ جیسے انہوں نے نہر کے پانی، گلیوں کی خوشبو، اور بازاروں کی روشنی کو اپنے نرم مگر مضبوط ہاتھوں سے ترتیب دیا ہو۔

اور میں نے دل میں سوچا،

”یہ اویرو ہے... یہاں عورتیں صرف زندہ نہیں، زندگی چلاتی ہیں۔“

اویرو کی گلیوں میں دیواریں خاموش نہیں، رنگین ہیں ہر موڑ پر کوئی پینٹنگ، کوئی شکل، کوئی خیال سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے فن نے اینٹوں کو چھو کر انہیں یادداشتوں کی کتاب بنا دیا ہو۔

اسٹریٹ آرٹ یہاں صرف تصویریں نہیں، احساس ہیں بعض دیواروں پر چہروں کی وہ جھلکیاں نظر آتی ہیں، جو شاید کبھی ان گلیوں میں کرتے تھے ... یا اب بھی کسی رنگ میں زندہ ہیں۔

اویرو کی گلیوں میں جب سورج شام کے کنارے پر چلنے لگے، تو روشنی بھی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ ہم اُس دن کچھ بے مقصد، کچھ بے پرواہ گھومتے گھومتے ایک چھوٹے سے پل تک آ نکلے، جو نہر کے پار دو کناروں کو ملاتا ہے ایک طرف جدید کیفے، دوسری طرف پرانی عمارات۔ مگر پل خود... جیسے کسی کہانی کی درمیان کی سطر ہو۔

یہ کوئی عام پل نہیں تھا۔ اس کی ریلنگ پر رنگین ربن بندھے تھے سرخ، نیلے، سبز، گلابی، پیلے، نارنجی جیسے کسی بچی کے خوابوں کی گٹھری کھل گئی ہو۔

اس پل کا نام PonteLaços de Amor ہے محبت کے رشتوں کا پل۔ یہ روایت ہے کہ لوگ یہاں آ کر ایک رنگین ربن باندھتے ہیں، اس پر کسی کی یاد، کسی کی خواہش، یا کسی کا خواب لکھتے ہیں، اور پھر اسے پانی کے اوپر، ہوا کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسے دعا کو بند باندھ کر آسمان کی طرف روانہ کیا گیا ہو۔

میں نے وہاں کھڑے ہو کر ریلنگ کے قریب ایک ربن کو چھوا وہ نارنجی تھا، اور اس پر انگریزی میں لکھا تھا

'Volta'logo,pai.“

(جلدی لوٹ آنا، ابو۔)

میری آنکھوں میں نمی آ گئی۔

میں نے ربن کو چھوا۔ جیسے وہ صرف کسی اور کی یاد نہ ہو، بلکہ ہم سب کی مشترک خواہش ہو کہ ہم سب کے بچھڑے ایک دن واپس لوٹ آئیں۔

ہوا نے وہ ربن ہلایا شاید کسی ان دیکھی دُعا کی تائید میں۔

اس پل کے نیچے بہتی نہر، اُس دن جیسے صرف پانی نہ تھی، بلکہ جذبات کی ایک لمبی داستان تھی۔ مجھے لگا، اگر میں دیر تک کھڑی رہی، تو ان ربنوں کی سرسراہٹ سے کئی چپ کہانیاں سنائی دیں گی۔

شاید کسی نے وعدہ باندھا تھا۔

شاید کسی نے معافی مانگی تھی۔

شاید کسی نے خواب لکھا تھا، جسے پورا ہونا ابھی باقی تھا۔

پل پر کھڑے ہو کر میں نے شہر کو نئی آنکھ سے دیکھا نہر میں عکس، عمارتوں پر سایہ، اور ریلنگ پر بندھے وہ ربن یہ سب صرف منظر نہیں تھے، بلکہ زندگی کی گرہ دار حقیقتیں تھیں۔

جب ہم واپس پل سے اتر رہے تھے، تو میں نے آخری بار مڑ کر ربنوں کی اُس قطار کو دیکھا۔ جیسے آسمان سے رنگین بارش لٹک رہی ہو۔ ان ربنوں میں ہزاروں خواہشیں جھول رہی تھیں۔ میں نے دل سے دعا مانگی اللہ سب کی خواہشوں کو پورا کرے۔

جب ہم اُس شام واپس اپنے گھر کی طرف چل رہے تھے، تو میں نے محسوس کیا اویرو کی تاریخ، میرے اندر گھل چکی ہے۔ اب جب میں کسی پرانی کھڑکی، کسی خاموش گلی یا کسی چھوٹے کیفے کو دیکھتی ہوں، تو یوں لگتا ہے جیسے وقت میرے ساتھ چل رہا ہے۔

میں نے ہسبنڈ جی کا ہاتھ تھاما، اور کہا

یہ صرف شہر نہیں... یہ ایک پرانا خواب ہے، جو ہر رات میری نیند کے کنارے آ بیٹھتا ہے، اور خاموشی سے وقت کے پردے پر ایک اور کہانی لکھ جاتا ہے۔

ٹک ٹاک نے پاکستانی صارفین کی اڑھائی کروڑ ویڈیوز ڈیلیٹ کر دیں

(کنزیومر واچ نیوز)

سوشل میڈیا ایپ ٹک ٹاک نے سال 2025 کے پہلے تین مہینوں میں پاکستانی صارفین کی تقریباً اڑھائی کروڑ ویڈیوز ڈیلیٹ کر دیں، اسی حوالے سے ٹک ٹاک نے 2025 کی پہلی سہ ماہی کے لیے کمیونٹی گائیڈ لائنز کے نفاذ کی رپورٹ جاری کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں 24,954,128 ویڈیوز کو کمیونٹی گائیڈ لائنز کی خلاف ورزی پر ہٹایا گیا، ان ویڈیوز میں سے 99.4 فیصد ویڈیوز کو خودکار نظام نے ہٹایا جبکہ ان میں سے 95.8 فیصد ویڈیوز کو صرف 24 گھنٹوں کے اندر پلیٹ فارم سے ہٹا یا گیا۔ رپورٹ کے مطابق ٹک ٹاک نے جنوری سے مارچ 2025 کے دوران دنیا بھر میں 211 ملین ویڈیوز کو کمیونٹی گائیڈ لائنز کی خلاف ورزی پر پلیٹ فارم سے ہٹایا۔ یہ ٹک ٹاک پر اپ لوڈ کی گئی وڈیوز کے تقریبا 0.9 فیصد کے برابر ہے۔ ڈیلیٹ کی گئی ویڈیوز میں سے 18 کروڑ 43 لاکھ سے زائد ویڈیوز کو خودکار نظام کے ذریعے شناخت کر کے حذف کیا گیا، جن میں سے 75 لاکھ سے زائد ویڈیوز کو مزید جانچ پڑتال کے بعد بحال کر دیا گیا۔ ٹک ٹاک پر روزانہ کروڑوں ویڈیوز اپ لوڈ ہوتی ہیں جن کے مواد کی جانچ پڑتال کمیونٹی گائیڈ لائنز کے اصولوں کے تحت ہوتی ہے۔ کمپنی کے مطابق پیشگی حذف کی جانے والی ویڈیوز کی شرح 99 فیصد رہی اور 94.3 فیصد مواد کو پوسٹ کیے جانے کے 24 گھنٹوں کے اندر ہی پلیٹ فارم سے ہٹا دیا گیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ حذف کی گئی 30.1 فیصد ویڈیوز حساس یا بالغ موضوعات پر مشتمل تھی جو مواد کے حوالے سے ٹک ٹاک کی پالیسیوں کے مطابق نہیں تھیں۔ 11.5 فیصد ویڈیوز میں پلیٹ فارم کے تحفظ اور شائستگی کے معیارات کی خلاف ورزی کی گئی، جبکہ 15.6 فیصد پرائیویسی اور سیکیورٹی کی ہدایات کی خلاف ورزی پر مبنی تھیں۔ حذف کی گئی ویڈیوز میں سے 45.5 فیصد کو غلط معلومات پھیلانے پر ہٹایا گیا اور 13.8 فیصد ویڈیوز کو ترمیم شدہ میڈیا اور آرٹی فیشل انٹیلی جنس سے تیار کردہ مواد کے طور پر شناخت کیا گیا۔

ای کامرس پر نئے ٹیکسز سے طلبہ اور چھوٹے کاروباری افراد مشکلات کا شکار

(کنزیومر واچ نیوز)

فنانس ایکٹ 2025 کے تحت حکومت کی جانب سے ای کامرس پر دو فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس اور دو فیصد جنرل سیلز ٹیکس عائد کرنے اور رجسٹریشن کو لازمی قرار دینے کے فیصلے سے ملک بھر میں چھوٹے آن لائن کاروباری حضرات، خاص طور پر طلبہ اور طالبات شدید متاثر ہو رہے ہیں۔ سوشل انٹر پرینیور، ڈیجیٹل مارکیٹر اور ای کامرس ماہر حنین ضیاء نے کہا کہ "حکومت کے اس اقدام سے وہ نوجوان اور طالبات جو محدود وسائل میں رہتے ہوئے چھوٹے آن لائن اسٹورز چلا کر اپنے تعلیمی اور گھریلو اخراجات پورے کر رہے تھے، اب معاشی دباؤ کا شکار ہو گئے ہیں۔" انہوں نے مزید کہا کہ "بہت سے آن لائن سٹورز ایسے تھے جو پہلے ہی کم منافع پر کام کر رہے تھے۔ اب ان پر اضافی ٹیکسز کی وجہ سے منافع مزید کم ہو گیا ہے، جس سے ان کا کاروبار چلانا مشکل ہو گیا ہے۔" حنین ضیاء نے اس بات پر زور دیا کہ "رجسٹریشن اور ٹیکس کا موجودہ نظام پیچیدہ اور مہنگا ہے، جسے چھوٹے کاروبار کرنے والے افراد برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کے نتیجے میں کئی ای کامرس پلیٹ فارمز بند ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں، جس کا براہ راست اثر نوجوانوں کی تعلیم، روزگار اور ڈیجیٹل ترقی پر پڑ رہا ہے۔" انہوں نے حکومت سے درخواست کی کہ طلبہ، خواتین، اور چھوٹے آن لائن کاروباری افراد کے لیے ٹیکس میں نرمی، سبسڈی یا مکمل چھوٹ فراہم کی جائے، اور آسان رجسٹریشن و ٹیکس نظام متعارف کرایا جائے تاکہ ڈیجیٹل پاکستان کا خواب حقیقت بن سکے۔

ملک میں ای بائیکس اسکیم متعارف کرانے کا فیصلہ

(کنزیومر واچ نیوز)

وفاقی حکومت نے درآمدی بل میں کمی اور ماحولیاتی چیلنجز سے نمٹنے کیلئے ماحول دوست الیکٹرک گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے فروغ کیلئے ای بائیکس اسکیم متعارف کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے ای بائیک اسکیم کا مسودہ تیار کر لیا ہے جب کہ وزیراعظم شہباز شریف 14 اگست کو الیکٹرک بائیکس اسکیم کا افتتاح کریں گے۔ ذرائع کے مطابق ای بائیکس پر سبسڈی کیلئے حکومت نے موجودہ بجٹ میں 9 ارب روپے مختص کر رکھے ہیں۔ الیکٹرک موٹر سائیکل کیلئے آن لائن رجسٹریشن ہوگی، مقررہ حد سے زیادہ درخواستوں کی صورت میں قرعہ اندازی کی جائے گی۔ حکومت الیکٹرک بائیکس پر 65 ہزار روپے سبسڈی دے گی جبکہ باقی رقم بینک بلاسود فراہم کریں گے۔ حکام کا کہنا ہے کہ الیکٹرک وہیکلز پالیسی کے تحت 2030 تک ملک میں ای بائیکس کی تعداد کم از کم 20 لاکھ تک پہنچائی جائیگی، 3 5 ہزار 950 ای رکشے، 99 ہزار 155 کاریں، دو ہزار دو سو 38 بسیں اور دو ہزار نو سو چھیانوے ٹرک بھی دستیاب ہوں گے۔ اگلے پانچ سال میں مجموعی طور پر 22 لاکھ 13 ہزار 115 ای وہیکلز کا ہدف مقرر کیا گیا ہے، پہلے مرحلے میں ملک بھر میں 40 فاسٹ چارجنگ اسٹیشنز قائم ہوں گے، اسلام آباد کو الیکٹرک گاڑیوں کے حوالے سے ماڈل سٹی بنانے کا پلان ہے۔ وفاقی دارالحکومت کے تمام پیٹرول پمپوں پر چارجنگ پوائنٹس دستیاب ہوں گے۔

پاکستانی خواتین کا موبائل انٹرنیٹ استعمال کرنے کا رجحان تیزی سے بڑھنے لگا

اسلام آباد (کنزیومر واچ نیوز) پاکستان میں خواتین کا موبائل انٹرنیٹ استعمال کرنے کا رجحان تیزی سے بڑھنے لگا ہے، حتیٰ کہ پاکستانی خواتین نے اس معاملے میں پڑوسی ممالک کی خواتین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ رپورٹ کے مطابق سیلولر ڈیجیٹل سروسز فراہم کرنے والے عالمی ادارے جی ایس ایم اے (GSMA) نے اپنی 'موبائل جینڈر گیپ رپورٹ 2025' میں اعتراف کیا کہ پاکستان میں خواتین کی ڈیجیٹل شمولیت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، جسے پاکستان کا 'ڈیجیٹل بریک تھرو' قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں گزشتہ چند سالوں سے خواتین کے موبائل انٹرنیٹ استعمال میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، تاہم 2024 میں اس حوالے سے نمایاں پیش رفت ہوئی اور مرد و خواتین کے درمیان موبائل انٹرنیٹ کے استعمال کا فرق 38 فیصد سے کم ہو کر 25 فیصد رہ گیا۔ اب پاکستانی خواتین مردوں کے مقابلے میں صرف 25 فیصد کم موبائل انٹرنیٹ استعمال کر رہی ہیں۔

اس کے برعکس جنوبی ایشیا میں یہ صنفی فرق اب بھی 32 فیصد کے لگ بھگ برقرار ہے، اور اندازے کے مطابق خطے کی 33 کروڑ خواتین تاحال موبائل انٹرنیٹ سے محروم ہیں۔ مزید برآں پاکستان میں 45 فیصد خواتین موبائل انٹرنیٹ استعمال کر رہی ہیں، جبکہ بھارت میں یہ شرح 39 فیصد اور بنگلہ دیش میں صرف 26 فیصد ہے۔

جی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2024 میں کیے گئے سروے کے مطابق تمام ممالک میں خواتین کی جانب سے موبائل انٹرنیٹ اپنانے کی یہ سب سے زیادہ شرح تھی اور اس میں دیہی خواتین کا کردار نمایاں رہا۔ 2023 میں 33 فیصد پاکستانی خواتین موبائل انٹرنیٹ استعمال کرتی تھیں، جو 2024 میں بڑھ کر 45 فیصد ہوگئی۔ اسی عرصے میں مرد صارفین میں بھی موبائل انٹرنیٹ کے استعمال میں 7 فیصد پوائنٹس کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان جنوبی ایشیا میں مردوں کی موبائل ملکیت کے لحاظ سے سرفہرست ہے، جہاں 93 فیصد مرد موبائل فون کے مالک ہیں جبکہ بھارت میں یہ شرح 71 فیصد اور بنگلہ دیش میں 68 فیصد ہے۔ جی ایس ایم اے نے پاکستان کے ٹیلی کام سیکٹر اور ریگولیٹری کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) نے 2020 میں ڈیجیٹل صنفی شمولیت کی حکمت عملی کا آغاز کیا، جس کا مقصد خواتین کو جامع ڈیجیٹل رسائی فراہم کر کے ڈیجیٹل تقسیم کو کم کرنا تھا۔ رپورٹ میں جاز، ٹیلی نار، اور یوفون کو بھی سراہا گیا، جنہوں نے GSMA کنیکٹڈ ویمن کمٹمنٹ انیشی ایٹیو کے تحت خواتین صارفین کی تعداد کو بڑھانے کے لیے خصوصی اقدامات کیے۔

صنعتی اسٹیک ہولڈرز نے نئے اعداد و شمار کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ 2024 میں تقریباً 80 لاکھ خواتین نے پہلی بار انٹرنیٹ استعمال کرنا شروع کیا۔ جاز کے سی ای او عامر ابراہیم نے اس اہم پیش رفت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ اعداد و شمار صرف نمبرز نہیں، بلکہ ان لاکھوں خواتین کی نمائندگی ہیں جو پہلی بار ڈیجیٹل معیشت کا حصہ بن رہی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک خاتون کے ہاتھ میں اسمارٹ فون آج کی دنیا میں سب سے بڑا مساوات کا ذریعہ ہے۔ یہ اسے تعلیم، آمدنی کے مواقع، صحت کی سہولیات اور معلومات سے جوڑتا ہے۔

عامر ابراہیم کا کہنا تھا کہ ہمیں مکمل کامیابی اب بھی حاصل نہیں ہوئی ہے، دیہی اور کم آمدنی والے علاقوں میں اب بھی مسائل موجود ہیں جہاں پر سماجی اصول اور استطاعت اسمارٹ فون کے حصول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اُن کے مطابق یہ ذہنیت اس وقت تک تبدیل نہیں ہوگی جب تک کہ ہم صرف خواتین کو ہی نہیں بلکہ اُن کے باپ، بھائی اور گھر کے فیصلہ سازوں کو اس کے حوالے سے آگاہی نہیں دیں گے۔ جی ایس ایم اے نے موبائل جینڈر گیپ رپورٹ میں یہ بھی بتایا کہ پاکستانی مردوں اور خواتین میں موبائل انٹرنیٹ سے متعلق آگاہی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور اب یہ شرح بالترتیب 89 فیصد اور 86 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ رپورٹ کے اختتام پر جی ایس ایم اے نے مشورہ دیا کہ زیادہ سے زیادہ خواتین کو موبائل انٹرنیٹ تک محفوظ، بااختیار، اور موثر رسائی فراہم کرنے کے لیے بیداری ضرور دینی چاہیے۔

گیمنگ کے لئے بہترین نوبیا موبائل فون کم قیمت میں پیش

اسلام آباد (کنزیومر واچ نیوز) گیمنگ کے لیے بہترین فونز میں شمار کیے جانے والے چینی موبائل کمپنی 'نوبیا' کے نیو 2 فون کو دیگر ممالک کے بعد اب پاکستان میں کم قیمت پر پیش کر دیا گیا۔ نوبیا کے برانڈ 'زیڈ ٹی ای' کے نیو 2 فائیو جی کو پاکستان میں تقریباً 10 ہزار روپے کم کر کے پیش کر دیا گیا۔ نوبیا نیو 2 کو طاقتور کارکردگی کی وجہ سے گیمرز کافی پسند کر رہے ہیں جب کہ اس کے دیگر چند فیچرز بھی صارفین کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ کمپنی نے فون کو جدید ٹیکنالوجی کے حامل یونیسوک 820 ٹی کی چپ میں پیش کیا ہے جو کہ فون کو غیر معمولی اسپیڈ فراہم سمیت توانائی کی بچت میں مدد بھی فراہم کرتا ہے۔ ڈوئل سم سپورٹ اور اسمارٹ نیٹ ورک سوئچنگ کے ساتھ پیش کیے گئے موبائل سے متعلق کمپنی کا دعویٰ ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے باعث فون کی ڈاون لوڈنگ اور اپلوڈنگ اسپیڈ عام فونز کے مقابلے زیادہ ہے۔ فون کو 8 جی بی ریم اور 256 جی بی میموری کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جب کہ فون کی اسٹوریج ٹیکنالوجی کو بھی اپگریڈ کر دیا گیا ہے، جس کے باعث کمپنی کا دعویٰ ہے کہ فون کو استعمال کرتے وقت ایپس، گیمنگ اور ملٹی ٹاسکنگ کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ نوبیا نیو 2 میں گیمنگ فیچرز کو بھی جدید کر دیا گیا ہے جب کہ فون کے آڈیو

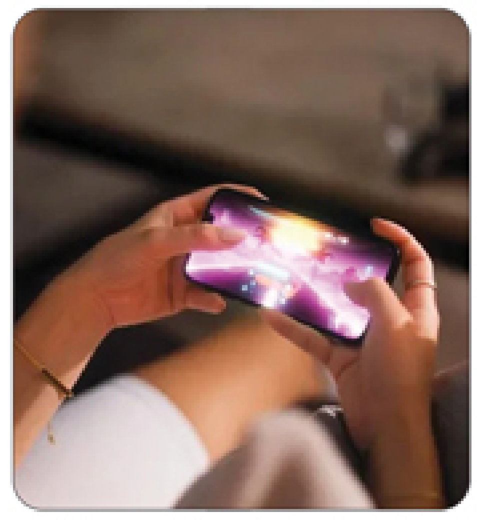

سسٹم کو بھی اپگریڈ کر کے الٹرا ایکس ڈی ٹی ایس کر دیا گیا ہے، جس سے میوزک اور گیمنگ کے وقت آڈیو کا مزہ دگنا ہو جاتا ہے۔ فون کے بیک پر دو کیمرا دیے گئے ہیں، جس میں سے مین کیمرا 50 میگا پکسل کا ہے جب کہ دوسرا 8 میگا پکسل ہے اور کیمرا اے آئی ٹیکنالوجی سے لیس ہیں۔ فون کو طاقتور 5 ہزار ایم اے ایچ کی بیٹری اور 22 واٹ کے فاسٹ چارجر میں پیش کیا گیا ہے جب کہ اس میں 6-6 انچ اسکرین دی گئی ہے۔ نوبیا نیو 2 کی ابتدائی قیمت 54 ہزار روپے سے زائد رکھی گئی تھی لیکن اب اسے پاکستان میں 44 ہزار روپے کی قیمت پر پیش کر دیا گیا۔

آئی فون جیسی خصوصیات کا حامل چائنیز موبائل فون متعارف

بیجنگ (کنزیومر واچ نیوز) چینی کمپنی ون پلس نے آئی فون، سام سنگ اور گوگل پکسل جیسی مشترکہ خصوصیات کا حامل اپنا 'ون پلس: 13 ایس' متعارف کرا دیا۔ کمپنی کی جانب سے پیش کردہ مذکورہ فون میں گوگل پکسل، آئی فون اور سام سنگ گلیکسی کے متعدد فونز سے بھی زیادہ طاقتور بیٹری شامل ہے جب کہ اس کا فاسٹ چارجنگ سام سنگ کے تمام فونز سے زیادہ فاسٹ ہے۔ اسی طرح کمپنی نے ون پلس: 13 ایس میں آرٹیفیشل انٹیلی جنس (اے آئی) کی ایسی خصوصیات اور فیچرز شامل کیے ہیں جو اب تک گوگل، سام سنگ اور آئی فون کے فونز میں بھی شامل نہیں۔ کمپنی نے ون پلس 13 ایس میں اے آئی ٹرانسلیشن اور ٹرانسکرپ کا فیچر بھی شامل کیا ہے جو طویل ویڈیوز کو سن کر اس کا تحریری مواد دے سکتا ہے جب کہ اے آئی نظام ترجمہ بھی کر سکتا ہے۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

بی بی سی رپورٹ

مرغی کے حرام گوشت کو حلال قرار دے کر بیچ دیا

جنوبی ویلز میں دو افراد کو غلط بیانی سے ریسٹورنٹس کو مرغی کا گوشت حلال قرار دے کر بیچنے کے الزام میں سزا دی گئی ہے۔ کارڈف کے رہائشی 46 سالہ ہامل میاں، جو یونیورسل فوڈ ہول سیل لمیٹڈ نامی کمپنی کے مالک ہیں، کو رواں سال کے آغاز میں مقدمہ کے بعد چار سال آٹھ ماہ قید کی سزا سنائی گئی تھی جس میں ان پر فراڈ اور دیوالیہ ہونے کے باوجود کاروبار چلانے کا الزام تھا۔ کارڈف کے ہی 46 سالہ نواف رحمان نے بھی اس مقدمہ کے دوران فراڈ کا اعتراف کیا تھا اور انھیں 24 ماہ قید کی سزا دی گئی۔ یہ الزامات اس وقت سامنے آئے تھے جب کارڈف میں واقع ان کے گودام سے 2840 کلو منجمد گوشت ایک تفتیش کے دوران پکڑا گیا استغاثہ کے ایلکس گرین ووڈ نے کراؤن عدالت میں کہا کہ پانچ سال کے عرصہ میں ریسٹورنٹس کے صارفین ان دو ملزمان کی 'مجرمانہ سرگرمیوں کی وجہ سے ایسا گوشت کھا رہے تھے جو حلال نہیں تھا۔'

جنوری 2019 میں کارڈف اور ویل ریگولیٹری سروسز نے ایک تفتیش کی تھی جس میں یہ ثابت ہوا تھا کہ اس گوشت کے اصل زریعے کا باضابطہ علم نہیں تھا اور اس کی فروخت کرنے کی تاریخ میں بھی ردوبدل کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس تفتیش میں یہ بھی علم ہوا تھا کہ گوشت کو ایسی گاڑیوں میں ویلز میں منتقل کیا گیا جو صاف نہیں تھیں اور گوشت کو مناسب طریقے سے فریز بھی نہیں کیا گیا تھا۔ تاہم عدالت میں بتایا گیا کہ یہ گوشت خریدنے والے تمام ریسٹورنٹ یہی سمجھتے رہے کہ وہ ایک سے زیادہ کمپنیوں سے گوشت خرید رہے ہیں اور یہ مرغی کا حلال گوشت ہے۔ عدالت میں بتایا گیا کہ یہ گوشت خریدنے والے تمام ریسٹورنٹ یہی سمجھتے رہے کہ وہ ایک سے زیادہ کمپنیوں سے گوشت خرید رہے ہیں اور یہ مرغی کا حلال گوشت ہے یہ بھی بتایا گیا کہ اگرچہ کچھ گوشت حلال تھا تاہم گودام میں گوشت بناتے وقت حفظان صحت کے قوائد وضوابط پر عمل نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا کہ اسی گودام میں غیر حلال گوشت بھی بنایا جاتا تھا جس کا مطلب ہے کہ دوسرے گوشت کو بھی حلال نہیں کہا جا سکتا۔ الزامات کے مطابق کاروبار کے دوران ایسے طویل وقفے آئے جب گودام کو حلال گوشت کی سپلائی نہیں مل رہی تھی لیکن کمپنی نے مرغی کا گوشت یہ ظاہر کرتے ہوئے بیچا کہ وہ حلال ہے۔ تاہم استغاثہ نے عدالت میں کہا کہ اس دھوکے سے جو کاروبار یعنی ریسٹورنٹ متاثر ہوئے ان کا نام ظاہر نہیں کیا جا سکتا جس کی وجہ 'جرم کی حساسیت' ہے۔ مقدمہ کی سماعت کرنے والی جج ونیسا فرانسس نے کہا کہ دونوں ملزمان برابر کے قصوروار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ 'میری نظر میں کافی نقصان پہنچایا گیا اور ایک طویل عرصے کے دوران واضح خلاف ورزیاں کی گئیں۔' جج کا کہنا تھا کہ 'ایک حادثہ تھا جو ہو سکتا تھا' اور ان کے گودام سے غیر محفوظ گوشت کی ترسیل کے باوجود ایسا نہ ہونا کافی اطمینان کی بات ہے۔ تاہم ان کے مطابق 'معاشرے پر جو اثر پڑا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔' حلال سرٹیفیکیشن کا ہونا بیرون ملک میں گوشت درآمدگی کے لیے ایک اہم شرط تھا۔

کنزیومر واچ نیوز

مہنگائی کی نئی لہر: عوام کی برداشت سے باہر

ملک میں ایک بار پھر مہنگائی کی شدت میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جس نے عام آدمی کی زندگی کو مزید کٹھن بنا دیا ہے۔ پاکستان ادارہ شماریات کی تازہ رپورٹ کے مطابق ملک میں ہفتہ وار مہنگائی کی شرح 4.07 فیصد تک جا پہنچی ہے، جبکہ سالانہ بنیادوں پر یہ شرح 2.22 فیصد ریکارڈ کی گئی ہے۔ اس تشویشناک اضافے کی بنیادی وجوہات میں گیس اور بجلی کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ سرفہرست ہے۔ ادارے کی رپورٹ کے مطابق، رواں سہ ماہی کے دوران گیس کے نرخوں میں 590 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کا اضافہ ہوا ہے، جس کے بعد فی یونٹ قیمت 1,976.50 روپے سے بڑھ کر 2,566.50 روپے ہو چکی ہے۔ اسی طرح بجلی کے نرخوں میں بھی فی یونٹ ایک روپے کا اضافہ کیا گیا ہے، جو کہ اب 5.66 روپے فی یونٹ تک جا پہنچے ہیں۔ یہ اضافہ صرف گھریلو صارفین ہی نہیں بلکہ صنعتی، زرعی اور تجارتی شعبوں کو بھی متاثر کر رہا ہے، جس کا نتیجہ مہنگائی کی زنجیر میں مزید کڑیوں کے اضافے کی صورت میں نکل رہا ہے۔ ادارہ شماریات کے مطابق 24 جولائی کو ختم ہونے والے ہفتے میں 14 اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جن میں ٹماٹر کی قیمت 22.93 فیصد اور انڈوں کی قیمت 3.96 فیصد بڑھ گئی۔ علاوہ ازیں، بیف، دودھ، دہی، سگریٹ اور انرجی سیور کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ دوسری جانب کچھ اشیاء کی قیمتوں میں معمولی کمی بھی دیکھی گئی۔ چکن کی قیمت 7.95 فیصد، چینی 4.25 فیصد، جبکہ پیاز، آلو، آٹا، دالیں، کیلا اور ایل پی جی کے نرخوں میں کمی ریکارڈ کی گئی۔ مگر ان معمولی کمیوں سے عام صارف کی مشکلات میں کوئی واضح کمی نظر نہیں آتی۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق توانائی کی قیمتوں میں بار بار کیا جانے والا اضافہ مہنگائی کی بنیادی جڑ ہے۔ جب گیس اور بجلی مہنگی ہوتی ہے تو پیداواری لاگت بڑھتی ہے، جس کا بوجھ براہ راست صارف پر منتقل ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں روزمرہ کی اشیاء بھی عوام کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ اس صورت حال میں متوسط اور غریب طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہو رہا ہے، جو پہلے ہی بے روزگاری، کم آمدنی اور بڑھتے اخراجات کے بوجھ تلے دب چکا ہے۔ کئی گھرانے روزانہ کی بنیاد پر راشن کم کرنے، بچوں کی تعلیم پر سمجھوتا کرنے اور صحت کی سہولیات ترک کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ امر حکومت کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اگر مہنگائی پر فوری طور پر قابو نہ پایا گیا تو معاشی عدم استحکام اور عوامی بے چینی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ گیس و بجلی کے نرخوں پر نظرثانی کرے، اور مارکیٹ میں اشیاء کی قیمتوں پر چیک اینڈ بیلنس کے لیے مؤثر نظام قائم کرے۔ مزید برآں، ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کے خلاف فوری کارروائی، اور سبسڈی کے شفاف نظام کا قیام وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

کنزیومر واچ نیوز

ڈالر کی آن لائن تجارت شروع

حکومت کی جانب سے ڈالر کی بلیک مارکیٹ کے خلاف کارروائی نے پاکستانی روپے کو مستحکم کیا، تاہم تاجروں کا کہنا ہے کہ غیر رسمی تجارت تیزی سے اسمارٹ فونز اور گھروں پر ترسیل کی جانب منتقل ہو رہی ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے 'رائٹرز' کے مطابق بہت سی غیر لائسنس یافتہ ایکسچینج کی دکانیں 22 جولائی سے بند ہیں، جب فوجی خفیہ ایجنسی نے اس شعبے کے نمائندوں کو امریکی ڈالر کی بڑھتی ہوئی قیمت پر وضاحت دینے کے لیے طلب کیا، اس کے فوراً بعد وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) نے چھاپے مارے، جو مالی جرائم اور اسمگلنگ سے نمٹتی ہے۔ کارروائی کے آغاز کے بعد روپے کی قدر جولائی میں تیزی سے بحال ہوئی، اوپن مارکیٹ میں روپے کی قدر 19 جولائی کو 288.6 روپے فی ڈالر سے کم ہو کر حالیہ سیشنز میں تقریباً 286 روپے فی ڈالر ہو گئی۔ لیکن تاجر اور بینکرز کا کہنا ہے کہ تجارت جاری ہے، جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ کارروائی کے اثرات عارضی ہو سکتے ہیں۔ بلیک مارکیٹ سرکاری چینلز سے باہر کام کرتی ہے اور اس میں غیر مجاز ڈیلرز، ذاتی نیٹ ورکس، اور ڈیجیٹل پیئر ٹو پیئر ایکسچینجز شامل ہیں، جہاں گاہک ٹیکس، پیچیدہ کاغذی کارروائی سے بچنے اور سرکاری کرنسی خریداری کی حدوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ طویل عرصے سے بلیک منڈی کرنسی سودوں کے لیے مشہور پشاور میں یادگار چوک کے علاقے کی بہت سی دکانیں بند ہیں، حالانکہ کچھ تاجر اب بھی خفیہ طور پر گلیوں کے اندر چھوٹے بوتھوں میں کام کر رہے ہیں۔ ایک تاجر احمد (پورا نام ظاہر نہیں کیا) نے بتایا کہ 'تجارت نہیں رکی، یہ بس منتقل ہو گئی ہے، اب یہ واٹس ایپ پر ہے، اگر آپ کسی کو جانتے ہیں، تو ڈالر آپ کے گھر آ جاتے ہیں۔' دوسرے تاجر گل نے بھی پورا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ 'بڑے کھلاڑی محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے اور کام جاری رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ریٹیل خریدار بھی رسمی فارن ایکسچینج مارکیٹ کو نظر انداز کر رہے ہیں، کراچی میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے منیجر حسن نے بتایا کہ سخت دستاویزات کے باعث وہ غیر رسمی فارن ایکسچینج چینٹ میں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 'وہاں ہر شخص خریدار یا بیچنے والا ہے، کوئی درمیانی شخص نہیں، کوئی کمیشن نہیں، کبھی کبھی نقدی ہوتی ہے، کبھی بینک ٹرانسفر، کبھی کرپٹو۔ واضح رہے کہ گزشتہ روز مالیاتی شعبے کے ذرائع نے دعویٰ کیا تھا کہ بینکوں اور ایکسچینج کمپنیوں پر ڈالر کی قیمت کو موجودہ مارکیٹ سطح سے نیچے لانے کے لیے دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق اسلام آباد میں پیر کو ایک اہم اجلاس منعقد ہوا تھا، جس میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی)، وزارت خزانہ اور بینکوں کے سینئر حکام نے شرکت کی، اجلاس میں زرمبادلہ کی شرح کو مستحکم کرنے اور ڈالر کی قیمت کو کم کرنے کے اقدامات پر غور کیا گیا تھا۔

تاہم کچھ بینکرز نے تحفظات کا اظہار کیا تھا، ان کا کہنا تھا کہ حکومت جو شرح چاہتی ہے وہ مارکیٹ کے حالات کی عکاسی نہیں کرتی، ایک بینکنگ ذرائع نے بتایا تھا کہ حکومت کی طرف سے مخصوص ڈالر ریٹ کے بارے میں وضاحت نہیں دی گئی، لیکن ہدایت واضح ہے 'قیمت کم رکھنی ہے'۔ رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ بینکرز خبردار کر رہے ہیں کہ اگر ڈالر کی قیمت کو مصنوعی طور پر نیچے رکھا گیا تو اس سے طلب غیر رسمی مارکیٹ کی طرف جا سکتی ہے، جیسا کہ 2 سال قبل ہوا تھا، ایک بینکر نے کہا تھا کہ 'مارکیٹ کے بنیادی اصولوں کے خلاف جانا ایک غیر قانونی متوازی مارکیٹ پیدا کر سکتا ہے، جو زیادہ نقصان دہ ہوگا'۔

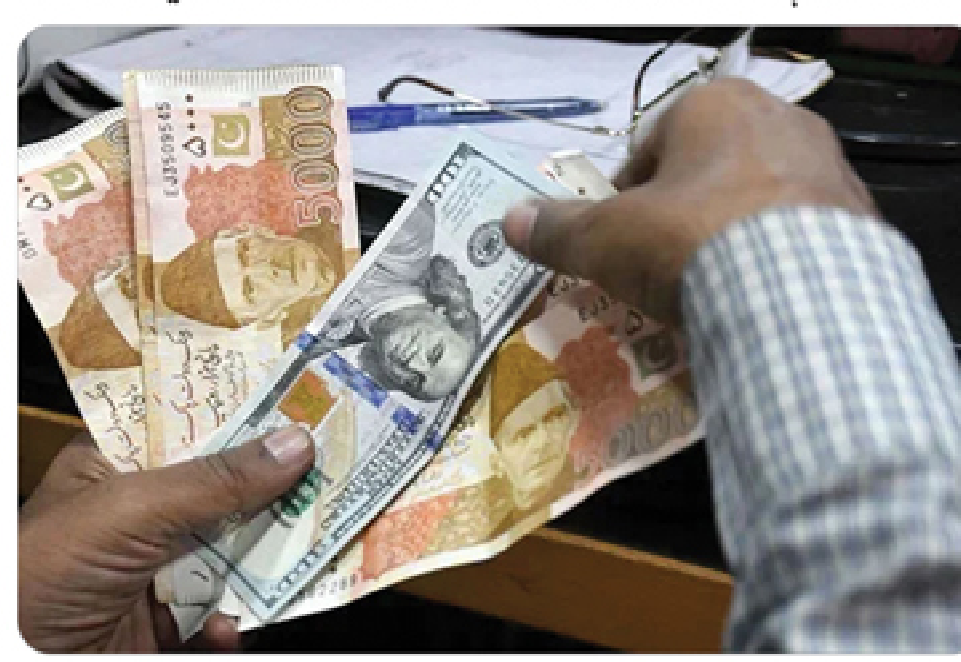

کنزیومر واچ نیوز

کم آمدنی والے بچت کنندگان کو ایک اور دھچکا

حکومت نے خاموشی سے تمام قومی بچت اسکیموں (بشمول روایتی اور شریعت کے مطابق اسکیموں) پر منافع کی شرح میں ایک ماہ کے اندر نمایاں کمی کر دی ہے، جس سے چھوٹے سرمایہ کاروں، خاص طور پر پنشنرز، بیواؤں اور کم آمدنی والے بچت کنندگان کو ایک اور دھچکا لگا ہے۔

رپورٹ کے مطابق بار بار کی ایڈجسٹمنٹس کے باوجود، مرکزی نظامت قومی بچت (سی ڈی این ایس) جو وزارت خزانہ کے تحت کام کرتی ہے، عوام کو بروقت معلومات فراہم کرنے سے گریزاں ہے۔ منافع کی نظرثانی شدہ شرحیں نہ تو سی ڈی این ایس کی ویب سائٹ پر شائع کی جاتی ہیں اور نہ ہی میڈیا کو جاری کی جاتی ہیں، اس کے بجائے نوٹیفکیشنز ایجنٹس اور علاقائی دفاتر کو بذریعہ ڈاک خاموشی سے بھیجے جاتے ہیں، جو اکثر کئی ہفتوں کی تاخیر کے بعد موصول ہوتے ہیں، یوں اکثریتی بچت کنندگان (جن میں بڑی تعداد بزرگوں اور کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی ہے) لاعلم رہتے ہیں۔ وزارت خزانہ کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشنز کے مطابق اسپیشل سیونگز سرٹیفکیٹس (ایس ایس سی) اور اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس پر منافع کی شرح 20 بیسس پوائنٹس کم کر کے 10.60 فیصد سے 10.40 فیصد کر دی گئی ہے۔ گزشتہ ماہ یہ شرح 10.90 فیصد تھی، اس طرح جولائی میں مجموعی طور پر 50 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی ہے، قلیل المدتی بچت اسکیموں پر منافع بھی 26 بیسس پوائنٹس کم کر کے 10.40 فیصد سے 10.14 فیصد کر دیا گیا ہے۔ ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹس، جو طویل المدتی سرمایہ کاری کی اسکیم ہے، اس کی شرح منافع میں مزید 15 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی ہے، جس کے بعد یہ شرح 11.76 فیصد سے گھٹ کر 11.61 فیصد ہو گئی ہے، رواں ماہ کے آغاز میں اس میں پہلے ہی 15 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی تھی، جس سے جولائی کے دوران مجموعی کمی 30 بیسس پوائنٹس تک جا پہنچی ہے۔ ریگولر انکم سرٹیفکیٹس پر شرح منافع میں مزید 48 بیسس پوائنٹس کی نمایاں کمی کی گئی ہے، جو 11.16 فیصد سے گھٹ کر 10.68 فیصد رہ گئی ہے، گزشتہ ماہ کی 11.52 فیصد شرح کے مقابلے میں یہ کمی اب مجموعی طور پر 84 بیسس پوائنٹس ہو چکی ہے۔ پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ، بہبود سیونگز سرٹیفکیٹس (بی ایس سیز)، اور شہدا فیملی ویلفیئر اکاؤنٹ پر منافع کی شرح میں بھی 24 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی ہے، جس کے بعد یہ شرح 13.20 فیصد سے کم ہو کر 12.96 فیصد رہ گئی ہے۔ گزشتہ ماہ بھی ان اسکیموں میں 24 بیسس پوائنٹس کی کمی کی گئی تھی، یوں مجموعی کمی 48 بیسس پوائنٹس ہو چکی ہے، یہ اسکیمیں صرف بزرگ شہریوں، بیواؤں اور معذور افراد کے لیے مختص ہیں۔ شریعت کے مطابق اسکیمیں بھی اس کٹوتی سے محفوظ نہ رہ سکیں، سروا اسلامک ٹرم اکاؤنٹ (ایس آئی ٹی اے) اور سروا اسلامک سیونگ اکاؤنٹ (ایس آئی ایس اے) پر منافع کی شرح 19 بیسس پوائنٹس کم کر دی گئی، جو 10.13 فیصد سے کم ہو کر 9.94 فیصد ہو گئی ہے۔

ڈاؤ یونیورسٹی میں ''لائف اسٹائل میڈیسن'' پر بین الاقوامی سمپوزیم

لائف اسٹائل میڈیسن جدید طب کا اہم ستون ہے، ڈاؤ یونیورسٹی میں لائف اسٹائل میڈیسن اور ہیلتھ پروموشن ریسرچ سینٹر قائم کرنے کا اعلان

علاج نہیں، روک تھام پر مبنی نظام صحت کی ضرورت ہے، غذائیت، نیند، جسمانی سرگرمی اور ذہنی سکون اب عیش نہیں، ناگزیر ضرورت ہے، پروفیسر جہاں آرا

خواتین میں پولی سسٹک اووری سنڈروم اور گیسٹیشنل ذیابطیس کے کیسز تشویشناک قرار، ماہرین نے طرزِ زندگی میں انقلابی تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا

پاکستان میں غیر متعدی امراض سے اموات کی شرح 58 فیصد تک پہنچ چکی، ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کی تعداد 1 کروڑ 90 لاکھ سے تجاوز کرگئی

ملک میں 3 کروڑ 30 لاکھ افراد ذیابطیس یا پیشگی ذیابطیس میں مبتلا ہیں، بچوں کی خوراک میں فاسٹ فوڈ کا رجحان روایتی غذا کو پیچھے چھوڑ رہا ہے

والدین کی سہولت پسندی بچوں میں پیزا، برگر اور کولڈ ڈرنکس جیسی عادتیں ڈال رہی ہے، ڈاؤ یونیورسٹی میں کے بین الاقوامی سمپوزیم میں ماہرین کا اظہار خیال

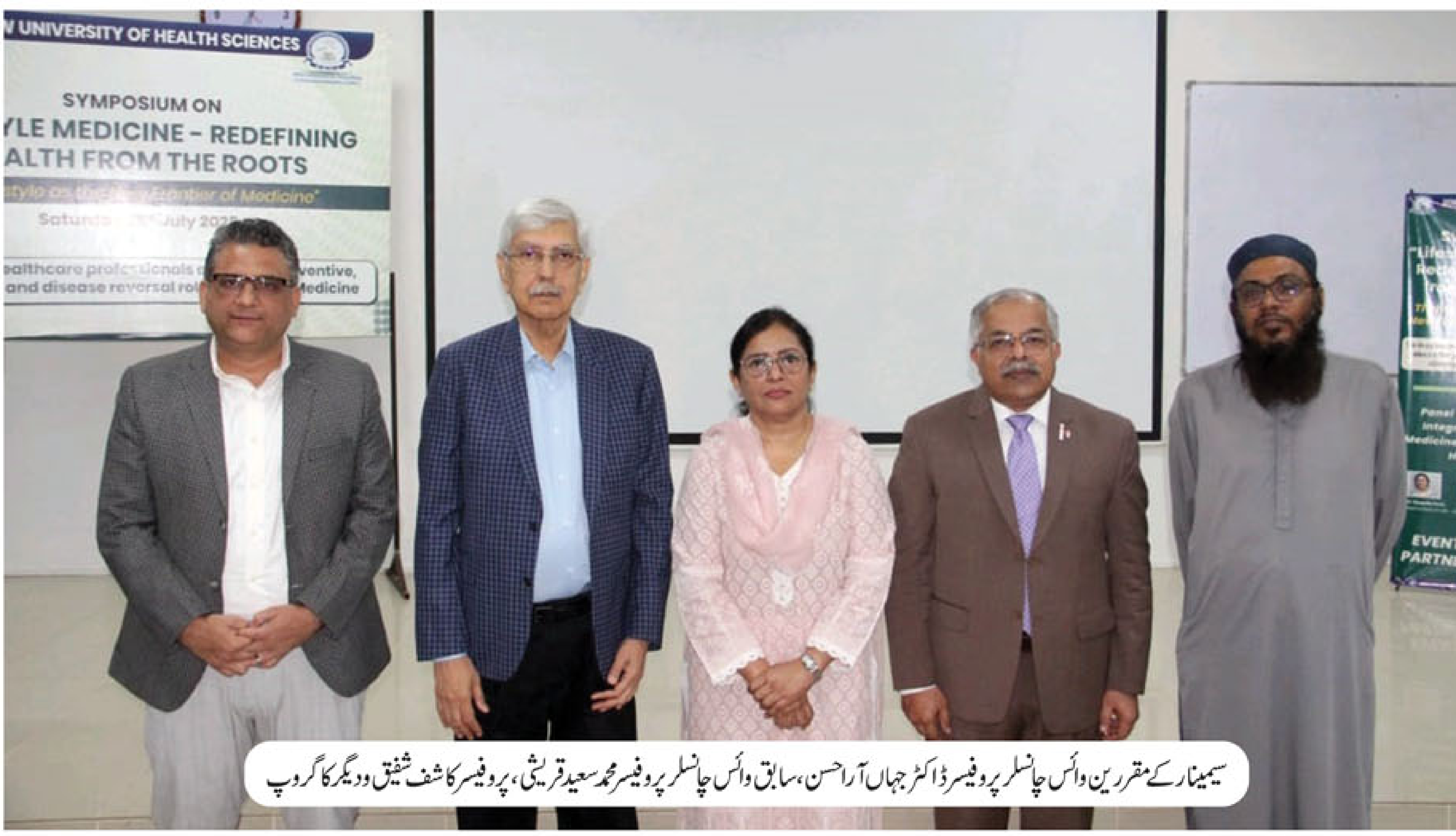

سیمینار کے مقررین وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر جہاں آرا حسن، سابق وائس چانسلر پروفیسر محمد سعید قریشی، پروفیسر کاشف شفیق و دیگر کا گروپ

کنزیومر واچ نیوز

ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ بیماریوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ نے پاکستان کو "بیمارستان" بنا دیا ہے ماہرین کے مطابق اس کی ایک بڑی وجہ غیر صحت مند طرز زندگی ہے یہ باتیں انہوں نے ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے زیر اہتمام ایک روزہ بین الاقوامی سمپوزیم بہ عنوان "لائف اسٹائل میڈیسن صحت کی بنیادوں کی نئی تعریف" سے خطاب کرتے ہوئے کہیں سمپوزیم میں ملکی اور غیر ملکی ماہرین صحت، محققین اور پروفیشنلز نے شرکت کی اور اس بات پر زور دیا کہ طرز زندگی پر مبنی طب کو پاکستان کے نظام صحت میں ایک بنیادی جزو کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے مقررین نے واضح کیا کہ لائف اسٹائل میڈیسن کوئی متبادل طریقہ علاج نہیں بلکہ جدید طبی نظام کا ایک لازمی اور موثر ستون ہے جو بیماریوں کی ابتدائی سطح پر روک تھام میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے یونیورسٹی کی وائس چانسلر پروفیسر جہاں آرا حسن نے بطور مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نظام صحت کو ردعمل پر مبنی علاج سے آگے بڑھتے ہوئے روک تھام پر مبنی نگہداشت کی طرف جانا ہوگا انہوں نے کہا کہ صحت کی دیکھ بھال کا آغاز صرف تشخیص کے بعد نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کا مرکز مریض ہو اور توجہ بیماری سے پہلے کی روک تھام پر مرکوز ہو غذائیت، جسمانی سرگرمی، نیند، ذہنی سکون اور غیر متعدی امراض کی روک تھام اب اختیار نہیں بلکہ ایک ناگزیر ضرورت ہے انہوں نے اعلان کیا کہ طرز زندگی اور بیماری کی روک تھام سے متعلق شعبہ جات جیسے کی کمیونٹی پر مبنی کلینکس، کھیلوں کی طب اور ذہنی مضبوطی جیسے موضوعات پر انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر ماڈیولز متعارف کروائے گئے مزید یہ کہ ایک مخصوص تحقیق کی مرکز "لائف اسٹائل میڈیسن اینڈ ہیلتھ گروپ پروموشن ریسرچ سینٹر" کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا جہاں تحقیقی مواد کو معاشرتی سطح پر عملی شکل دی جائے گی پروفیسر جہاں آرا حسن نے پاکستان میں پولی سسٹک اووری سنڈروم، گیسٹیشنل ذیابطیس اور خواتین کی صحت سے متعلق بڑھتے ہوئے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ابتدائی عمر سے ہی طرز زندگی میں توازن، ورزش اور ذہنی سکون کو ترجیح دی جائے تو ان بیماریوں کی روک تھام ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ جینیاتی اثرات کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا، لیکن ظاہری علامات اور بیماریوں کی شدت کو لائف اسٹائل کی تبدیلی سے ضرور قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ سابق وائس چانسلر پروفیسر محمد سعید قریشی نے اپنے خطاب میں سرجری کے بعد کی نگہداشت میں جلد بحالی اور فزیو تھیراپی کی اہمیت پر روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ جدید طبی طریقہ کار جیسے انہانسڈ ریکوری آفٹر سرجری (ای ار اے ایس) نے صحتیابی کے عمل میں انقلابی تبدیلی پیدا کی ہے انہوں نے بتایا کہ ماضی میں مریض کو 15 دن بستر پر رکھا جاتا تھا، آج سائنس جلدی صحتیابی اور متحرک کرنے کی حمایت کرتی ہے۔ پروفیسر کاشف شفیق نے ابتدائی خطاب میں کہا کہ لائف اسٹائل میڈیسن افراد کو صرف بیماری سے محفوظ نہیں بلکہ با مقصد اور خودمختار زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے۔ نیند، حرکت، جذباتی تعلقات، شعوری طور پر جینے کا احساس یہ اب محض خیالی تصورات نہیں بلکہ قابل پیمائش صحت کے اشاریے بن چکے ہیں۔ انہوں نے عالمی اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ دنیا بھر میں غیر متعدی امراض یعنی (این سی ڈی ایس) سالانہ 74 فیصد اموات تقریباً چار کروڑ 10 لاکھ ہلاکتوں کا سبب بنتے ہیں جبکہ پاکستان میں یہ شرح 58 فیصد ہے دل کی بیماریاں، ذیابطیس، کینسر اور سانس کی دائمی بیماریاں اس کی سب سے بڑی وجوہات ہیں۔ پاکستان میں ایک کروڑ 90 لاکھ سے زائد افراد ہائی بلڈ پریشر اور تقریباً تین کروڑ 30 لاکھ افراد ذیابطیس یا پیشگی ذیابطیس میں مبتلا ہیں جو نظام صحت پر بڑا بوجھ ڈال رہے ہیں انہوں نے زور دیا کہ بڑے پیمانے پر بچاؤ پر مبنی اقدامات اور لائف سٹائل میڈیسن کا اطلاق ہی اس بوجھ سے نکلنے کا واحد راستہ ہے۔ ڈاکٹر طارق فرمان نے پاکستان میں نوجوانوں میں دل کی بیماریوں میں تشویشناک اضافے پر گفتگو کی اور ایسے مراکز کے قیام کی ضرورت پر زور دیا جہاں افراد کو صحت مند غذائی عادات تمباکو سے پرہیز اور باقاعدہ جسمانی سرگرمی کی تربیت دی جائے انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں دل کے ہنگامی علاج کے 20 سے زائد مراکز ہیں لیکن روک تھام اور آگاہی کا کوئی باقاعدہ نظام موجود نہیں۔ ڈاکٹر شگفتہ فیروز (یونیورسٹی آف ایریزونا اور پاکستان ایسوسی ایشن آف لائف اسٹائل میڈیسن کی بانی ہیں) نے ویڈیو لنک کے ذریعے شرکت کی اور بتایا کہ دنیا بھر میں لائف اسٹائل میڈیسن کو بطور تعلیمی مضمون اپنایا جارہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ میں انہوں نے اپنی کلینک کو "بغیر دوا کے کلینک" میں تبدیل کر دیا ہے جہاں ادویات کی جگہ طرز زندگی کی تبدیلیاں اختیار کی جاتی ہیں جب مریض پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چیزیں ترک کریں، تو وہی سوال لائف اسٹائل میڈیسن کی بنیاد بن جاتا ہے، برطانیہ سے ڈاکٹر الیاس یمانی نے سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لائف اسٹائل میڈیسن کو موثر بنانے کے لیے منظم ٹیم ورک ضروری ہے ایک ڈاکٹر اکیلا ہر مریض کو تربیت نہیں دے سکتا، اس کے لیے نرسوں، غذائی ماہرین، فزیوتھراپسٹ اور لائف اسٹائل ماہرین پر مشتمل بین الشعبہ ٹیمیں درکار ہیں ڈاکٹر سلمٰی مہر نے بچوں کی خوراک کی بدلتی عادات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ پیزا، برگر اور میٹھے مشروبات جیسے پراسیسڈ فوڈز روایتی صحت مند غذا جیسے سبزیاں اور دالوں کی جگہ لے رہے ہیں، جو زندگی بھر کے لیے نقصان دہ اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ والدین اکثر ان چیزوں کو سہولت یا سستی کے باعث بچوں کے لیے انعام سمجھتے ہیں، لیکن بچپن کی یہ عادتیں طویل مدتی نقصان کا باعث بنتی ہیں سمپوزیم کا اختتام اس اتفاق رائے پر ہوا کہ صحت کا مستقبل روایتی ادویات میں نہیں، بلکہ شعوری طرز زندگی کی تبدیلی، عوامی آگاہی، معاون ماحول اور مریض کی خود مختاری میں پوشیدہ ہے۔ شرکاء نے ڈاؤ یونیورسٹی کی اس کاوش کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ یہ اقدام پاکستان میں لائف اسٹائل میڈیسن کو فروغ دینے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرے گا۔

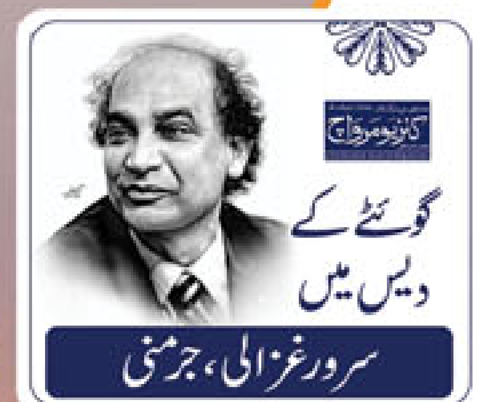

گوئٹے کے دیس میں

سرور غزالی، جرمنی

تین دوست اور اسرائیلی جارحیت

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ ایک دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں اور کسی حد تک خوش مزاج اور مسخرا مزاج بھی ہیں کہ ان کی گفتگو سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ وہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ مذاق ہے یا وہ پوری سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں۔ وہ درحقیقت ایک مکمل سیاست دان ہیں جو اپنے دل کی بات زبان پر نہیں لاتے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر ان کے عمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ عمومی تاثر ان کا یہی ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے سیاست دان ہیں جو اپنی سیاست کو درحقیقت اپنی تجارت کے فروغ کے لیے ہی استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ وہ ایک کامیاب بزنس مین ہیں اور ان کی امریکی صدارت کے عہدے تک کامیابی سے پہنچنا، دراصل ان کی ذاتی دولت اور تجارتی تعلقات کی ہی مرہون منت ہے۔

ویسے تو ساری دنیا کے سیاستدانوں کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے، اور سیاستدانوں کی تعریف میں وہ تمام حکمران، ارباب اقتدار اور وہ تمام لوگ شامل ہیں جن کے پاس کسی طرح کی طاقت، اثرورسوخ یا حکومت ہو، خواہ وہ سویلین ہوں یا فوجی طاقت کے حامل۔۔۔ تو بات ہو رہی تھی سیاستدانوں کی، سیاستدان جب جھوٹ بولیں تو یہ مصلحت، اگر وہ غلط فیصلے کریں تو یہ ان کے مشیروں کا قصور، کرپشن کریں تو تجارت وغیرہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر ٹرمپ صاحب کا مقام سیاستدانوں میں سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ اپنی کمزوریوں کو اپنے مخالفین کے خلاف بطور ہتھیار نہایت کامیابی سے استعمال کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے مداحوں اور چاہنے والوں سے یہ وعدہ لیا ہے کہ وہ اپنے عہد میں امریکہ کو کسی نئی جنگ میں نہیں ملوث ہونے دیں گے یہاں پر یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ وہ وائٹ ہاؤس میں اپنی رہائش کو ایک سفید فارم صدر کا حق مانتے ہیں اور ان کا وعدہ کسی جنگ میں ملوث نے کا بھی کچھ ایسا ہے کہ وہ ایسا صرف اس لیے چاہتے ہیں یا یہ وعدہ انہوں نے صرف اس لیے کیا ہے کہ وہ امن کا نوبل پرائز حاصل کرنے کے شدید خواہش مند ہیں۔ مزید بات یہ ہے کہ ان کے اس مشن میں ساتھ دینے والے بھی سیاست دان ہی ہیں۔ کوئی پوچھے کہ کیپٹول پر حملے، کسی خاتون پر جنسی حملے وغیرہ کے الزامات میں ملوث افراد بھی کیا ایسے کسی انعام کے حقدار ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ کے قریبی دوست جن کا خود اپنا ہی دعویٰ ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ ان کے بہت اچھے اور قریبی دوست ہیں نیتن یاہو ہیں۔ نیتن یاہو اسرائیل کے وہ موجودہ وزیراعظم ہیں جنہوں نے انسانیت جمہوریت اور اخلاق کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اسرائیلی جارحیت جو کہ آج بھی غزہ اور اس کے گردونواح میں جاری ہے پر ساری دنیا میں مذمتی بیان اور قراردادیں پیش اور منظور کی جارہی ہیں لیکن نیتن یاہو اور ان کے دوست ٹرمپ اپنی بات پر ہی اڑے ہوئے ہیں کہ حماس کی دہشت گردی کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے وہ جن علاقوں میں حماس کی تلاش اور تلاش کے بہانے سے فلسطینی نہتے کمزور اور مجبور عورتوں بچوں اور بوڑھے افراد پر بمباری کررہے ہیں وہ علاقہ تقریباً 80 فیصد تباہ ہو چکا ہے۔ تمام مطالبات اور قرارداد کے باوجود دنیا تماشائی بنی سب کچھ دیکھ رہی ہے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ ایسے میں ذہن میں یہ سوالات اٹھ رہے ہیں کہ کیا دنیا میں ہونے والے اس سے پہلے کے تمام جنوسائیڈ پر دنیا یوں ہی خاموش تماشہ دیکھا کرتی رہی ہے۔

ویتنام کی جنگ ہو، کشمیر میں قتل و غارت گری ہو بوزنیا میں یا سابقہ مشرقی پاکستان میں، دنیا نے کبھی بھی ایسے جنگی اور انسانیت سوز جرائم کے سلسلے میں کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا۔ انسانوں کا خون بہتا رہا اور کچھ عرصے بعد لوگ اسے بھول بھال گئے۔ لیکن اس بربریت اور ناانصافی کا کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی دن حل تو نکلے گا اور یہ سارے خوبصورت لوگ جو خوش لباس اور خوش اخلاق کہلائے جاتے ہیں، دنیا کی عنان حکومت ان کے ہاتھوں میں ہے ایک نہ ایک دن ضرور انصاف کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے اور دنیا کو یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ ظلم اور بربریت عرصے تک قائم نہیں رہ سکتی۔

یورپین یونین میں بھی اس سلسلے میں پھوٹ پڑ چکی ہے اور ایک کے بعد ایک ملک فلسطین کے حق میں بول رہے ہیں اور اب فرانس نے فلسطین کو بحیثیت ملک کے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

آج یورپین یونین کی طرف سے اسرائیل کی جارحیت کے جواب میں، اسرائیل پر کچھ معاشی پابندی لگانے کی باتیں ہوئی ہیں لیکن بدقسمتی سے اوپر دونوں متذکرہ دوستوں کے ایک اور دوست جرمنی کے چانسلر مسٹر میرز ہیں، جنہوں نے اقوام عالم کے تقریباً 128 ممالک کی قرارداد میں، جس میں جارحیت کی مذمت کی گئی ہے، شمولیت سے انکار کر دیا ہے اور انہوں نے اس پر دستخط نہیں کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا اسرائیل کی رویے پر تنبیہ کرنا ہی کافی ہے۔ جب کہ ساری دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ اسرائیل کی دہشت گردی تمام مطالبات سے مبرا آج بھی جاری ہے۔

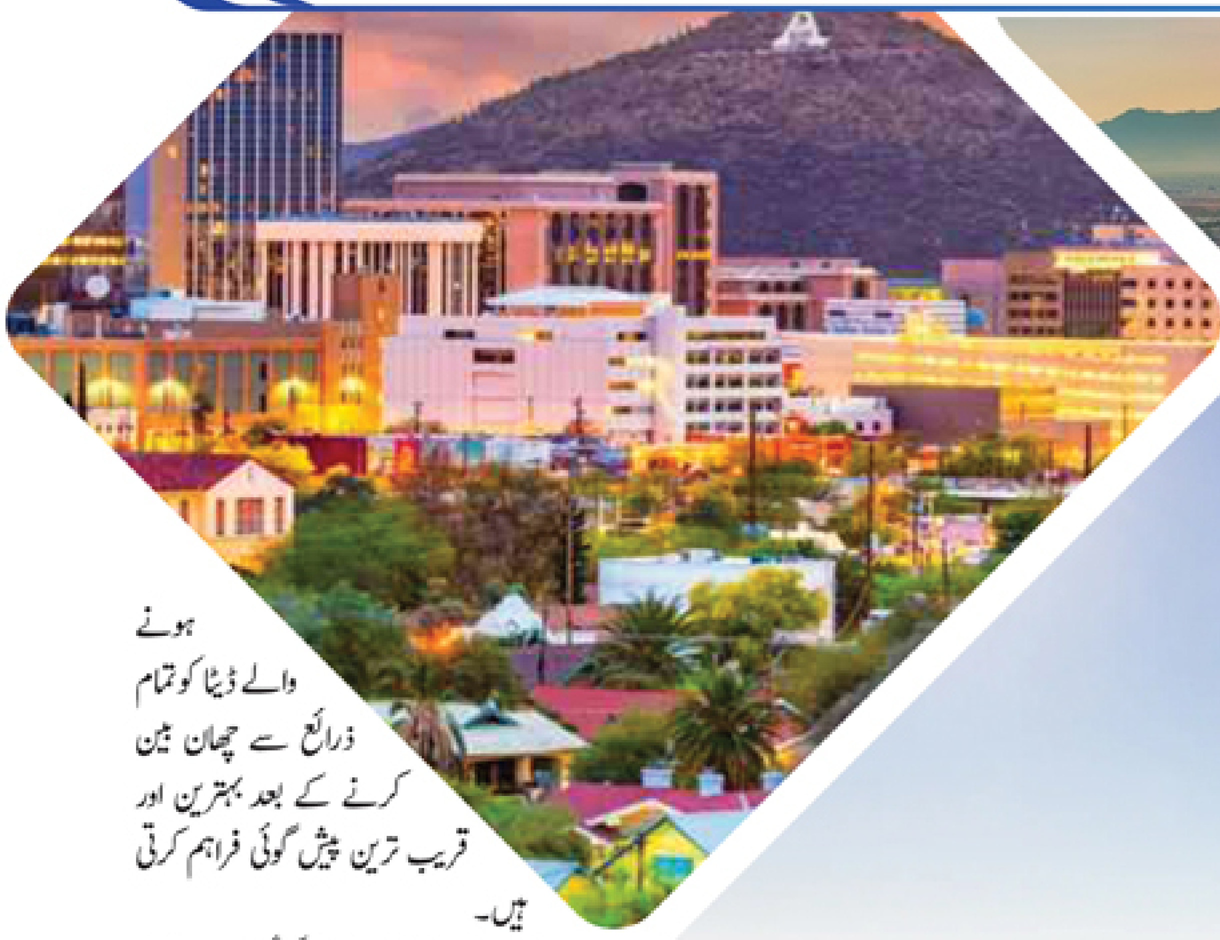

جہانِ امریکا
حمیرا گُل تشنہ

امریکا میں ہیٹ ویو کی موجودہ صورتحال

2025 کا سال دنیا بھر میں موسمیاتی تبدیلیوں کے شدید اثرات کا مشاہدہ کر رہا ہے، جس میں امریکا بھی ہیٹ ویو کی غیر معمولی لہروں سے متاثر ہو رہا ہے۔ عالمی موسمیاتی اداروں کے مطابق، گزشتہ ایک دہائی سے زمین کا درجہ حرارت مسلسل بڑھ رہا ہے اور 2024 کو اب تک کا سب سے گرم سال قرار دیا گیا تھا۔ تاہم، 2025 میں یہ ریکارڈ ٹوٹتے دکھائی دے رہے ہیں، خاص طور پر امریکا کے مغربی اور جنوبی علاقوں میں جہاں درجہ حرارت نے تاریخی حدیں عبور کر لی ہیں۔

امریکا کے قومی محکمہ موسمیات نے حال ہی میں 'انتہائی گرم اور خطرناک ویک اینڈ' سے خبردار کیا ہے، جس میں کیلیفورنیا سے ٹیکساس تک کے خطے کو نہایت طاقتور ہیٹ ویو کے زیر اثر بتایا گیا ہے۔ محکمے کے مطابق، مغربی علاقوں میں دن کے وقت درجہ حرارت معمول سے دس سے بیس درجے تک زیادہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔

اریزونا کی ریاست سب سے زیادہ متاثرہ خطہ ہے، جہاں دارالحکومت فونکس میں مسلسل دس دن تک درجہ حرارت 43 ڈگری سینٹی گریڈ رہا، جو سنیچر کو 44 تک پہنچ گیا اور اگلے دنوں میں 47 ڈگری تک جانے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔

کیلیفورنیا کے 'موت کی وادی' کے نام سے مشہور علاقے، جسے دنیا کے گرم ترین خطوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے، میں درجہ حرارت 54 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچنے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔

شدید گرمی نے امریکی شہریوں کی روزمرہ زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ شہری دن کے اوقات میں سورج کی تپش سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں، جس سے معاشرتی اور اقتصادی سرگرمیاں شدید متاثر ہوئی ہیں۔ اسکولوں اور دفاتر کے اوقات کار میں تبدیلیاں کی گئی ہیں، جبکہ بیرونی کام کرنے والے مزدوروں کو صحت کے شدید خطرات لاحق ہیں۔

شدید گرمی کے باعث ہیٹ اسٹروک کے کیسز میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ فرانس میں صرف دو ہفتوں میں ہیٹ اسٹروک کے معاملات میں 120 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جو امریکا میں بھی اسی طرح کی صورتحال کی عکاسی کرتا ہے۔

طبی ماہرین کے مطابق، گرمی کے باعث جسم کا قدرتی درجہ حرارت کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے، جس سے دل، گردے اور نظام تنفس شدید متاثر ہوتے ہیں۔ بزرگ افراد اور پہلے سے بیمار لوگ سب سے زیادہ خطرے میں ہیں۔

امریکا کے متعدد شہروں میں ہسپتالوں نے اضافی ایمرجنسی کولنگ یونٹس قائم کیے ہیں، خاص طور پر بچوں اور بوڑھوں کے لیے۔ طبی عملہ ہیٹ اسٹروک سے بچاؤ کے لیے عوامی آگاہی مہم چلا رہا ہے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پینے، دھوپ سے بچنے اور ہلکے رنگ کے ڈھیلے کپڑے پہننے کی ہدایات دی جا رہی ہیں۔

شدید گرمی اور خشک سالی نے امریکا کی زرعی صنعت کو شدید متاثر کیا ہے۔ فصلیں سوکھ رہی ہیں، اور کسانوں کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان کا سامنا ہے۔ فرانس میں وزیر زراعت کو موسمیاتی ماہرین کی جانب سے سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا، جب انہوں نے 'موسم گرما بڑی حد تک نارمل' کا بیان دیا تھا۔

گرمی کی شدت نے بجلی کی طلب میں بے پناہ اضافہ کیا ہے، جس سے گرڈ پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ کئی علاقوں میں لوڈ شیڈنگ کی نوبت آ گئی ہے۔ ساتھ ہی، دریا کے پانی کے زیادہ درجہ حرارت کی وجہ سے کچھ پاور پلانٹس کو اپنی پیداوار کم کرنی پڑی ہے یا عارضی طور پر بند کرنا پڑا ہے۔

گرمی نے سیاحت کے شعبے کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ کئی سیاحتی مقامات کو عوام کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، فرانس میں ایفل ٹاور کی چوٹی کو گرمی کی شدت کے باعث عوام کے لیے بند کر دیا گیا۔

ماہرین کے مطابق، موسمیاتی تبدیلی اس شدید گرمی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ صنعتی ترقی کے نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین جیسی گرین ہاؤس گیسوں کی سطح زمین کی فضا میں مسلسل بڑھ رہی ہے، جو گرمی کو پھنسانے کا کام کرتی ہیں۔

ماہرین یہ بھی بتاتے ہیں کہ جیٹ اسٹریم میں خرابی کی وجہ سے شمالی نصف کرے میں ہواؤں کا بہاؤ غیر معمولی حد تک سست ہو چکا ہے، جس سے گرم ہوا ایک ہی علاقے میں پھنس جاتی ہے۔

شہری علاقوں میں آبادی کے دباؤ کی وجہ سے بڑے شہروں میں 'اربن ہیٹ آئی لینڈ ایفیکٹ' شدید ہو چکا ہے۔ کنکریٹ اور اسفالٹ کی زیادہ مقدار سورج کی حرارت کو جذب کرتی ہے اور رات کے وقت بھی خارج کرتی رہتی ہے، جس سے شہروں کا درجہ حرارت دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں کئی ڈگری زیادہ رہتا ہے۔

امریکا میں مختلف ریاستوں نے ہیٹ ویو سے نمٹنے کے لیے ہنگامی اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ کولنگ سینٹرز قائم کیے گئے ہیں، اور خطرے کے شکار افراد (بزرگ، بچے اور بیمار) کے لیے خصوصی انتظامات کیے جا رہے ہیں۔

یورپی یونین نے 3 جولائی 2025 کو 'کلائمیٹ ایمرجنسی ریزیلینس پیکج' کا اعلان کیا، جس میں متاثرہ شہروں کے لیے فوری فنڈز، ہیٹ الرٹ سسٹم کی اپ گریڈنگ، اور مقامی سطح پر واٹر کینالز کی بحالی کا منصوبہ شامل ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ موجودہ صورتحال کے پیش نظر طویل المدتی پالیسیوں کی اشد ضرورت ہے۔ الائنز ریسرچ نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ شدید گرمی کا خطے کی اقتصادی نمو پر اثر پڑنے کا امکان ہے، جو 2025 میں نصف فیصد تک سست ہونے کی توقع ہے۔

عوام کو درج ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایات دی جا رہی ہیں:

- زیادہ سے زیادہ پانی پینا
- دھوپ میں نکلنے سے گریز کرنا
- ہلکے رنگ کے ڈھیلے کپڑے پہننا
- دوپہر کے اوقات میں جسمانی مشقت سے پرہیز کرنا
- گھروں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے سفید پینٹ کا استعمال

موسم کی پیش گوئی کرنے والی ایپس جیسے 'ویدر والے' لوگوں کو ہیٹ ویو سے قبل ہی خبردار کر رہی ہیں۔ یہ ایپس مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے ہر علاقے سے موصول ہونے والے ڈیٹا کو تمام ذرائع سے چھان بین کرنے کے بعد بہترین اور قریب ترین پیش گوئی فراہم کرتی ہیں۔

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر گلوبل وارمنگ 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر گئی (جو کہ اب ممکنہ لگتا ہے)، تو یورپ اور امریکا میں ہر سال ایسے موسم کا سامنا معمول بن جائے گا۔

اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر انگر اینڈرسن کہتی ہیں: "شدید گرمی ہماری لچک کی آزمائش کر رہی ہے اور لاکھوں افراد کی صحت اور زندگیوں کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ ہماری نئی موسمیاتی حقیقت کا مطلب ہے کہ جب درجہ حرارت ہر سال ریکارڈ بلندیوں پر پہنچے تو ہمیں اب حیران نہیں ہونا چاہیے"۔

شدید گرمی کے طویل المدتی معاشی اثرات بھی تشویشناک ہیں۔ الائنز ریسرچ کی رپورٹ کے مطابق، شدید گرمی کے باعث 2025 میں اقتصادی نمو نصف فیصد تک سست ہونے کا امکان ہے۔ کئی کاروبار، خاص طور پر باہر کی سرگرمیوں پر انحصار کرنے والے، شدید متاثر ہو رہے ہیں۔

2025 کی ہیٹ ویو نے واضح کر دیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی اب کوئی مستقبل کا خطرہ نہیں، بلکہ ایک موجودہ حقیقت ہے جو ہماری روزمرہ زندگی کو بری طرح متاثر کر رہی ہے۔ امریکا سمیت پوری دنیا کو اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے فوری اور موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمیں کاربن کے اخراج کو کم کرنے، توانائی کے متبادل ذرائع اپنانے، اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کے مطابق ڈھلنے کے لیے حکمت عملیاں تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف اسی طرح ہم آنے والے سالوں میں اس سے بھی زیادہ شدید ہیٹ ویوز کے اثرات کو کم کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتریش نے کہا ہے: "انتہائی گرمی اب غیر معمولی نہیں رہی، یہ ہمارا نیا معمول بن چکی ہے"۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس نئے معمول کے مطابق خود کو ڈھالیں اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک محفوظ مستقبل کو یقینی بنائیں۔

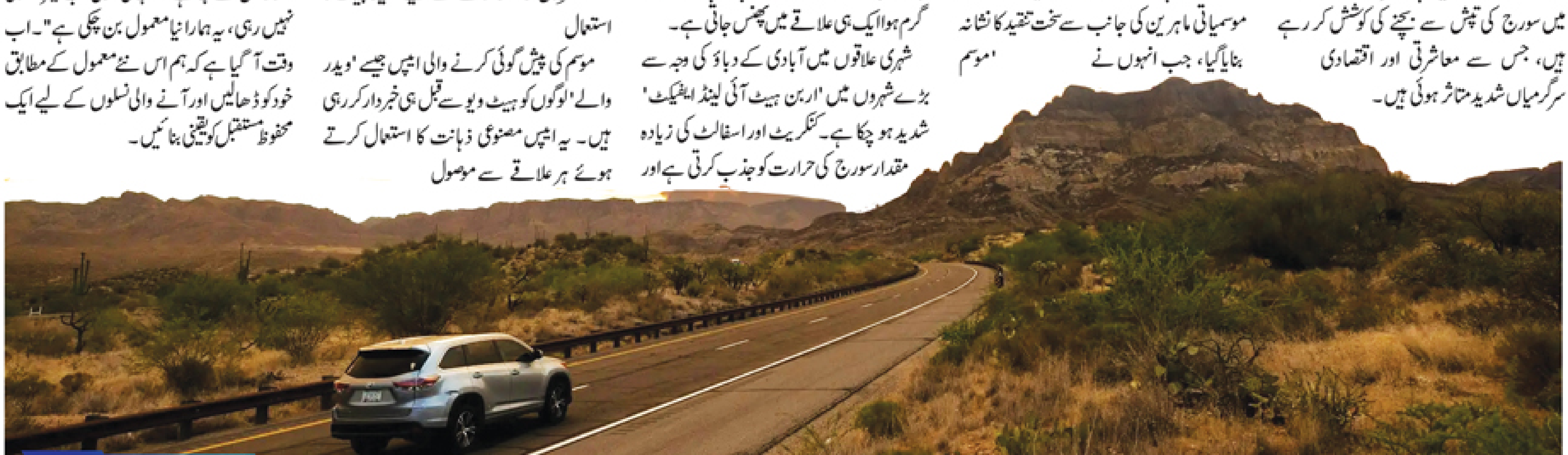

خصوصی رپورٹ

خیالی ریاست کا سفیر اور جعلی سفارتخانہ

ایک خطرناک دھوکہ دہی کی داستان

انڈیا کی ریاست اتر پردیش میں حال ہی میں پیش آنے والا ایک دلچسپ مگر پریشان کن واقعہ منظر عام پر آیا ہے، جس میں ہرش وردھن جین نامی

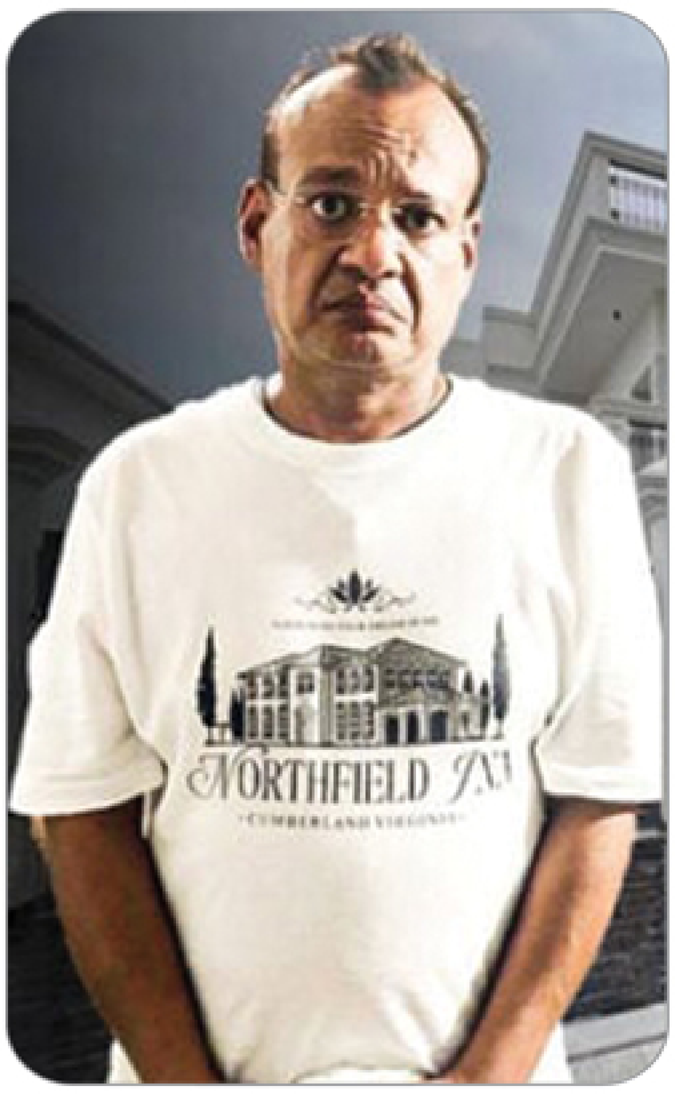

شخص کو ایک "فرضی ملک" کا جعلی سفیر بن کر سفارتخانہ چلانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے چونکا دینے والا ہے بلکہ یہ جدید دور میں جعلسازی کی نئی جہتوں کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔

جعلی سفیر اور سفارتخانہ

ہرش وردھن جین نے غازی آباد کے علاقے کاوی نگر میں ایک مکان کرائے پر لے کر وہاں سے مبینہ طور پر "ویسٹ آرکٹیکا"، "سبورگا"، "پالویا" اور "لوڈونیا" جیسے نام نہاد ممالک کا سفارتخانہ چلا رہا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ ان فرضی ریاستوں کا باضابطہ سفیر ہے۔ پولیس نے بتایا کہ ملزم خود کو ان ممالک کے نمائندے کے طور پر پیش کر کے لوگوں سے میل جول بڑھاتا اور ان پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

اسپیشل ٹاسک فورس کے افسر سشیل گھولے کے مطابق، ہرش وردھن ایک منصوبہ بند انداز میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ایڈیٹ شدہ تصاویر کا سہارا لیتا تھا، جن میں وہ مشہور شخصیات کے ساتھ کھڑا دکھائی دیتا۔ ان تصاویر کا مقصد اپنی جھوٹی شناخت کو حقیقی اور قابل اعتماد ظاہر کرنا تھا۔

برآمد ہونے والا مشکوک سامان

پولیس کی چھاپہ مار کارروائی کے دوران ملزم کے قبضے سے حیران کن اشیاء برآمد ہوئیں جن میں:

- سفارتی گاڑیوں جیسی جعلی نمبر پلیٹیں
- 12 جعلی پاسپورٹس
- دو جعلی پین کارڈ
- 34 مختلف ممالک کی جعلی مہریں
- دو جعلی پریس کارڈ
- 44 لاکھ 70 ہزار روپے نقدی
- کئی ممالک کی کرنسیاں
- جعلی دستاویزات اور شیل کمپنیوں سے متعلق کاغذات
- سیٹلائٹ فون

یہ تمام اشیاء اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ ہرش وردھن ایک منظم جعلسازی اور دھوکہ دہی کے نیٹ ورک کا حصہ تھا، جو عام شہریوں کو مرعوب کر کے مالی فائدہ حاصل کرنے کے لیے سرگرم تھا۔

دھوکہ دہی اور منی لانڈرنگ

ابتدائی تحقیقات میں یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ ہرش وردھن بیرون ملک ملازمتوں کے جھانسے دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا۔ ان فرضی آفرز کے ذریعے وہ بھاری رقوم بٹورتا اور شیل کمپنیوں کے ذریعے منی لانڈرنگ کا کام کرتا تھا۔ اس نیٹ ورک میں کئی فرضی کمپنیاں اور مالی لین دین کے پیچیدہ طریقے استعمال کیے جا رہے تھے جن کے ذریعے رقم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا۔

ویسٹ آرکٹیکا: ایک فرضی ریاست

ملزم نے جن "ممالک" کا سفیر ہونے کا دعویٰ کیا ان میں سب سے نمایاں نام "ویسٹ آرکٹیکا" (مغربی انٹارکٹکا) ہے۔ اس کا نام سن کر بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ دنیا کے کسی سرد اور دور دراز علاقے کی کوئی چھوٹی سی ریاست ہوگی، لیکن حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔

ویسٹ آرکٹیکا ایک خیالی ملک ہے جسے 2001 میں امریکی بحریہ کے سابق افسر ٹریوس میک ہینری نے تخلیق کیا۔ اس کی اپنی ویب سائٹ، پرچم، کرنسی اور آئینی ڈھانچہ موجود ہے، مگر ان سب کا حقیقی دنیا میں کوئی قانونی یا جغرافیائی وجود نہیں۔ ویب سائٹ پر اسے ایک "غیر منافع بخش تنظیم" کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کا مقصد ماحولیاتی تحفظ اور موسمیاتی تبدیلی سے متعلق شعور بیدار کرنا بتایا جاتا ہے۔

ویسٹ آرکٹیکا اپنے "شہریوں" کو اعزازی القابات اور "سفارتی اسناد" بھی فراہم کرتا ہے جو مکمل طور پر علامتی اور ڈیجیٹل سطح پر محدود ہوتے ہیں۔ ان کا اقوام متحدہ یا کسی بھی بین الاقوامی ادارے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی حکومت کا سربراہ "گرینڈ ڈیوک ٹریوس" کہلاتا ہے جس کے تحت "وزیراعظم" اور "رائل کونسل" بھی موجود ہیں۔ ان تمام عہدوں کا عملی دنیا میں کوئی قانونی وجود نہیں۔

فرضی ریاستوں کا بڑھتا رجحان

یہ پہلا موقع نہیں جب فرضی ریاستوں اور سفارتخانوں کا معاملہ سامنے آیا ہو۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے اس دور میں ایسے کئی خیالی ممالک وجود میں آ چکے ہیں جن کا استعمال لوگ یا تو تفریحی مقاصد کے لیے کرتے ہیں یا پھر ان کی آڑ میں دھوکہ دہی اور غیر قانونی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔ ویسٹ آرکٹیکا، سی لینڈ، سبورگا، اور لاڈونیا جیسے "مائیکرونیشنز" اسی رجحان کی مثالیں ہیں۔

ان فرضی ریاستوں کی بنیادی حیثیت علامتی، طنزیہ یا سیاسی احتجاج پر مبنی ہوتی ہے، لیکن جب ان کا استعمال دھوکہ دہی، مالی فراڈ یا جعلسازی کے لیے کیا جائے تو یہ ایک سنگین جرم بن جاتا ہے۔

قانونی کارروائی اور ممکنہ نتائج

غازی آباد پولیس نے ہرش وردھن کے خلاف مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے جن میں:

- جعلسازی
- دھوکہ دہی
- جعلی دستاویزات کی تیاری
- غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونا
- مجرمانہ نیت سے جھوٹی شناخت کا استعمال

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ اس مقدمے کی تفتیش کس سمت جاتی ہے اور عدالت میں ملزم کے خلاف کتنے ٹھوس شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں۔ ابتدائی شواہد اور برآمد ہونے والا سامان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہرش وردھن ایک مکمل نیٹ ورک چلا رہا تھا جس کے کئی متاثرین اور ممکنہ ساتھی ہو سکتے ہیں۔

ہرش وردھن جین کی گرفتاری نہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے بلکہ اس سے ایک بڑا سبق بھی ملتا ہے کہ معلومات، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں جعلسازی کے طریقے کس قدر پیچیدہ اور گمراہ کن ہو چکے ہیں۔ عوام کو بھی چاہیے کہ وہ بیرون ملک ملازمتوں، "اعزازی القابات" یا سفارتی تعلقات کے حوالے سے کسی بھی غیر مصدقہ دعوے پر فوری اعتبار نہ کریں، اور کسی بھی پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اس کی مکمل تصدیق کریں۔

ایسے واقعات سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھی یہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ مستقبل میں انٹرنیٹ پر مبنی جرائم کو روکنے کے لیے سائنسی تفتیش اور سائبر نگرانی کی ضرورت مزید بڑھ گئی ہے۔ ورنہ کل کو کوئی اور ہرش وردھن کسی اور فرضی ملک کے سفیر بن کر ایک نئی جعلسازی کا جال بچھا چکا ہوگا۔ (بی بی سی سے معلومات اخذ کر کے رپورٹ تیار کی گئی)

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3